سلطنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

قادری پبلشرز۔ لاہور

Marfat.com

Marfat.com

سلطنتِ مصطفیٰ ﷺ

مصنّف

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

قادری پبلشرز

منظور منزل، ۴۲ ۔ اردو بازار، لاہور

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

نام کتاب ••--•• سلطنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف ••--•• حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

صفحات ••--•• 80

تعداد ••--•• 1100

کمپوزنگ ••--•• words maker Lhr.

باہتمام ••--•• غلام عبدالقادر خان

ناشر ••--•• قادری پبلشرز

مطبع ••--•• اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

قیمت ••--••

سٹاکسٹ

شبیر برادرز

40 اُردو بازار لاہور فون 7246006

Marfat.com

سلطنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

در

مملکتِ کبریا جل وعلا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰى وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اُولِى الصِّدْقِ وَالصَّفَا

دنیاوی بادشاہ! اپنے درباروں کے آداب اوران میں حاضری دینے کے قوانین خود بناتے ہیں اوراپنے مقررہ حاکموں کے ذریعہ رعایا سے ان پر عمل کراتے ہیں کہ جب ہمارے دربار میں آؤ تو اس طرح کھڑے ہو۔اس طرح بات کرو۔اس طرح سلامی دو۔پھر جو کوئی آداب بجالاتا ہے اس کوانعام دیتے ہیں جواس کے خلاف کرتا ہے بادشاہ کی طرف سے سزا پاتا ہے۔پران کے یہ سارے قاعدے صرف انسانوں پر ہی جاری ہوتے ہیں جن فرشتے حیوانات وغیرہ کوان سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ ان پر ان کی کوئی سلطنت نہیں تو پھر یہ سارے آداب اس وقت تک رہتے ہیں جب تک بادشاہ زندہ ہے۔اس کی آنکھ بند ہوئی وہ دربار بھی ختم۔سارے آداب بھی فنا۔اب نیا دربار ہے نئے قاعدے

ہر کہ آمد عمارت نو ساخت
رفت و منزل بہ دیگرے پرداخت

لیکن اس آسمان کے نیچے ایک ایسا دربار بھی ہے جس کے آداب اور جس میں حاضر ہونے کے قاعدے سلام و کلام کرنے کے طریقے خود رب تعالیٰ نے بنائے۔ اپنی خلقت کو بتائے کہ اے میرے بندو! جب اس دربار میں آؤ تو ایسے ایسے آداب کا خیال رکھنا اور خود فرمایا کہ اگر تم نے اس کے خلاف کیا تو تم کو سخت سزا دی جائے گی۔ پھر لطف یہ ہے کہ اب وہ شاہی دربار ہماری آنکھوں سے چھپ گیا۔ اس کی چہل پہل ہماری نگاہوں سے غائب بھی ہوگئی۔ اس شہنشاہ نے ہم سے پردہ بھی فرما لیا۔ مگر اسکے آداب اب تک وہی باقی۔ اس کا طمطراق اسی طرح برقرار پھر اس دربار کے قوانین فقط انسانوں ہی پر جاری نہیں بلکہ وسعت سلطنت کا یہ حال ہے کہ فرشتے بغیر اجازت وہاں حاضر نہ ہو سکیں۔ جنات جھجکتے ہوئے حاضر ہوں۔ جانور سجدے کریں۔ بے جان کنکر اور درخت کلمے پڑھیں اور اشارہ پر گھومیں۔ چاند سورج اشاروں پر چلیں اس کے اشارے ابرو سے بادل آ کر برسیں اور دوسرا اشارہ پا کر بادل پھٹ جائیں۔ غرضیکہ ہر عرشی فرشی اس قاہر حکومت کا بندہ بے زر۔ مسلمانو! معلوم ہے وہ دربار کس کا ہے؟ وہ دونوں جہاں کے مختار حبیب کردگار۔ کونین کے شہنشاہ دارین کے مالک و مولیٰ شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار ہے۔ دوستو! آؤ ہم تم کو قرآن کی سیر کرائیں اور دکھائیں کہ اس نے اس سچے شہنشاہ کونین کے دولہا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے کیا ادب سکھائے۔

کچھ لوگ زمانہ رسالت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہی قربانی کر لیتے اور کچھ لوگ رمضان سے پیشتر روزے رکھنا شروع کر دیتے ہیں تو رب فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (۴۹-۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سنتا ہے جانتا ہے۔

Marfat.com

اس آیت نے ادب سکھایا کہ کوئی مسلمان اللہ کے حبیب علیہ السلام سے کلام میں' چلنے میں غرض کسی بات میں حضور سے آگے نہ ہو۔ حتیٰ کہ راستے میں اگر حضور کے ساتھ جا رہا ہے تو آگے نہ چلے۔ ایک صحابی ہیں جن کا نام ہے حضرت قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو اونچا سننے کی بیماری تھی۔ جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے تو بات کرتے میں آواز اونچی ہو جاتی۔ بھلا رب کو یہ کب منظور تھا کہ کوئی میرے حبیب کے حضور میں بلند آواز سے بولے۔ ارشاد فرمایا۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (۴۹-۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! نبی علیہ السلام کی آواز پر اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو۔ جیسے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ چلاتے ہو کہیں تمہارے عمل برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

سبحان اللہ کیسا ادب سکھایا کہ اس بارگاہ میں حاضری دینے والوں کو زور سے بولنے کی بھی اجازت نہیں۔

حضرت قیس ابن شماس اس آیت کے نازل ہونے کے بعد بوجہ خوف بارگاہ نبوت میں حاضر نہ ہوئے۔ سرکار نے ایک روز دریافت کیا فرمایا کہ کچھ روز سے قیس نہیں آتے لوگوں نے حضرت قیس کے گھر جا کر غیر حاضری کا سبب پوچھا۔ فرمانے لگے میں جہنمی ہو گیا کیونکہ میری آواز اونچی ہے اور آیت کریمہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ یہ ماجرا بارگاہ رسالت میں عرض کیا گیا تو فرمایا کہ وہ جنتی ہیں یعنی اب تک جو ہو گیا وہ معاف ہے۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر و عمر و بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اس قدر آہستہ آواز سے کچھ عرض کرتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کئی

Marfat.com

بار پوچھتے تھے کہ کیا کہتے ہو ان کے حق میں یہ آیت کریمہ آئی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ (۴۹-۳)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو رسول اللہ کے پاس اپنی آوازیں پست کرتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا۔ ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

سبحان اللہ معلوم ہوا کہ یہ وہ دربار ہے جہاں کسی کو سر اونچا کرنے کی ہمت نہیں۔

اونچے اونچے یہاں جھکتے ہیں
سارے انہیں کا منہ تکتے ہیں

قبیلہ بن تمیم کے کچھ لوگ دوپہر کے وقت بارگاہ رسالت میں پہنچے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دولت خانہ میں آرام فرما رہے تھے ان لوگوں نے حجرے شریف کے باہر سے پکارنا شروع کر دیا۔ رب تعالیٰ کو پسند نہ ہوا کہ کوئی اس دولہا کو پکار کو بلائے جس کے گھر میں حضرت جبرائیل بے اجازت نہیں جا سکتے فوراً یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (۴۹-۴)

ترجمہ: اے پیارے! وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

اب رب تعالیٰ ادب سکھاتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۴۹-۵)

ترجمہ: اور اگر یہ لوگ اتنا صبر کرتے کہ آپ ان کے پاس خود تشریف

Marfat.com

لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ادب سکھایا کہ اگر کوئی شخص ایسے وقت آئے کہ میرے محبوب علیہ السلام دولت خانہ میں ہیں تو ان کو آواز دے کر نہ بلاؤ بلکہ تشریف آوری کا انتظار کرو۔ جب وہ نازنین سلطان خود تشریف لائیں تب عرض و معروض کرو۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب سے نکاح کیا۔ ولیمہ کی عام دعوت فرمائی۔ عام مسلمان جماعتیں بناتے تھے اور کھاتے پیتے تھے آخر میں تین صاحب کھانے سے فارغ ہو کر اس ہی جگہ بیٹھ گئے تھے اور ان کی بات کا کچھ ایسا سلسلہ دراز ہوا کہ وہ بہت دیر تک بیٹھے رہے۔ مکان تنگ تھا ان کے بیٹھنے سے حضور کو کچھ دشواری محسوس ہوئی مگر کرم کریمانہ کی وجہ سے ان سے نہ فرمایا کہ چلے جاؤ۔

ان حضرات کو یہ محسوس نہ ہوا بھلا رب تعالیٰ کو یہ کب پسند تھا کہ کوئی زیادہ بیٹھ کر ملال کا سبب بنے آیت کریمہ اتری۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ (۳۳-۵۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو۔ جب تک کھانا کھانے کے لئے بلائے نہ جاؤ اس طرح کرو کہ کھانا پکنے کا انتظار کرو ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو جاؤ اور جب کھا چکو تو چلے جاؤ بیٹھ کر باتوں سے دل نہ بہلاؤ۔

اس سے معلوم ہوا بارگاہ نبوت میں دعوت کھانے کے آداب یہ ہیں کہ کھانا پکنے سے پہلے وہاں نہ پہنچو اور کھانا کھا کر پھر وہاں نہ بیٹھو کیوں؟ اس کی وجہ قرآن بیان فرما رہا ہے۔

إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي

Marfat.com

مِنَ الْحَقِّ (۳۳-۵۳)

ترجمہ: تمہارے اس فعل سے میرے نبی کو ایذا ہوتی تھی۔ لیکن وہ غیرت والے محبوب تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا۔

صحابہ کرام کا یہ طریقہ تھا کہ اگر محبوب علیہ السلام کے کسی لفظ کو نہ سمجھ سکتے تو عرض کرتے۔ رَاعِنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ دوبارہ فرما دیجئے۔ یعنی اس لفظ کو دوبارہ فرما دیجئے تا کہ ہم سمجھ لیں۔ لفظ راعنا یہود کی زبان میں گستاخی کا لفظ تھا۔ انہوں نے یہی لفظ دوسرے معنی کی نیت سے بولنا شروع کر دیا اور دل میں خوش ہوئے کہ ہم کو بارگاہ رسالت میں بکواس بکنے کا موقع مل گیا وہ بھیدوں کا جاننے والا اور نیتوں سے واقف رب ہے اس کو یہ کیسے پسند ہو سکتا تھا کہ کسی کو میرے محبوب کی جناب میں گستاخی کا موقع ملے آیت کریمہ آئی۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (۲-۱۰۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! راعنا نہ کہنا بلکہ یوں عرض کر لیا کرو کہ انظرنا یعنی رسول اللہ ہم پر نظر رکھیں اور کافروں کو دردناک عذاب ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ یہ بارگاہ ایسے ادب کی جگہ ہے جہاں ایسے لفظ بولنے کی بھی گنجائش نہیں جس سے کسی دشمن کو بدگوئی کا موقع مل جائے۔ ایک زمانہ میں ایسا اتفاق ہوا کہ مالدار مسلمان حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی گفتگو کا سلسلہ اتنا دراز کر دیتے تھے کہ فقراء مسلمین کو کچھ عرض کرنے کا موقع ہی نہ ملتا تھا تو آیت اتری۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰکُمْ صَدَقٰتٍ (۵۸-۱۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم اللہ کے رسول سے کچھ عرض کرنا چاہو تو

اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لیا کرو۔

سبحان اللہ! اگر رب سے عرض و معروض کرنا ہو یعنی نماز پڑھنا ہو تو وضو کرنا کافی ہے مگر رب کے محبوب علیہ السلام سے عرض کرنا ہو تو پہلے صدقہ و خیرات کرو اس سے دو فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ پابندی لگانے سے غریب مسلمانوں کو بھی بارگاہ میں کچھ عرض کرنے کا موقع مل جائے گا دوسرے یہ کہ دل میں اس بارگاہ کا ادب بیٹھ جائے گا جو چیز کچھ خرچ اور محنت سے حاصل ہو اس کی وقعت ہوتی ہے اگرچہ یہ آیت کریمہ بعد کو منسوخ ہوگئی مگر بارگاہ رسالت کی شان کا پتہ لگ ہی گیا۔ اپنے محبوب کو مکہ معظمہ میں نہ رکھا بلکہ وہاں سے تین سو میل کے فاصلہ پر مدینہ منورہ میں رکھا تاکہ کوئی شخص حج کے طفیل زیارت نہ کرے بلکہ زیارت پاک کے لئے علیحدہ سفر کر کے حاضر ہو تاکہ اس کو زیارت کی قدر ہو حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ؟

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ و رسول کے بلانے پر فوراً حاضر ہو جاؤ۔

آیت میں اس بارگاہ کا یہ ادب سکھایا کہ اے حاضر رہنے والو! جس وقت تمہارے کان میں میرے محبوب کے بلانے کی آواز پہنچے تو تم جس حال میں بھی ہو فوراً حاضر ہو جاؤ۔

صحابہ کرام نے اس پر عمل کیا اگر اس کی کچھ تفصیل دیکھنا ہو تو ہماری کتاب ''شان حبیب الرحمٰن'' کا مطالعہ کرو جس میں بتایا گیا ہے کہ کوئی صحابی نماز میں ہوتے اور حضور علیہ السلام ان کو پکارتے تو وہ نماز چھوڑ کر حاضر ہو جاتے تھے حتیٰ کہ ایک صحابی اپنی بیوی سے ہم بستری کر رہے تھے کہ انہوں نے حضور کا پکارنا سنا بغیر فراغت علیحدہ ہو گئے اور حاضر خدمت ہوئے ایسے بہت سے واقعات ہیں۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

Marfat.com

یہ چند آیات بطور نمونہ پیش کی گئیں جس میں بارگاہ عالی کے آداب سکھائے گئے ہیں۔ اگر زیادہ تفصیل کی جائے تو اس کے لئے دفتر درکار ہیں۔ اب یہ بھی قرآن ہی سے پوچھو لو کہ باادب اور خوش نصیب لوگوں پر حق تعالیٰ کے کیسے انعام ہوئے وہ گزشتہ آیات میں ضمناً معلوم ہو گئے کہ ان کو تقویٰ کا تمغہ دیا گیا اور مغفرت اور بڑے بڑے اجر کی خوش خبری دی گئی کہیں فرمایا گیا کہ خدا ان سے راضی وہ خدا سے راضی۔ غرض ان کی تعریف سے قرآن پر ہے۔ بے ادبوں پر جو غضب الٰہی آیا اس کی بہت تفصیل نہیں کرتا صرف دو واقعے سناتا ہوں۔

ولید بن مغیرہ کافر نے ایک بار بکا تھا آپ مجنون یعنی دیوانہ ہیں اس کی اس گستاخی سے دل مبارک کو صدمہ پہنچا۔ پھر کیا تھا غضب الٰہی کا دریا جوش میں آ گیا۔ سورہ قلم شریف میں اولاً تو اپنے محبوب کو ان کے فضائل اور خوبیاں سنا کر خوش کیا گیا کہ

مَاۤ اَنۡتَ بِنِعۡمَةِ رَبِّکَ بِمَجۡنُوۡنٍ وَاِنَّ لَکَ لَاَجۡرًا غَیۡرَ مَمۡنُوۡنٍ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ (۶۸-۲،۳،۴)

ترجمہ: اے پیارے! تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں۔ تمہارے لئے تو بے انتہا ثواب ہے اور بے شک تم بڑے ہی اخلاق والے ہو۔

یعنی اے محبوب علیہ السلام! اس کو بکنے دو۔ وہ کچھ بھی بکتا پھرے ہم تو تمہاری ایسی خوبیاں بیان فرما رہے ہیں۔ اس کی نہ سنو اپنے رب کی سنو۔ اب اس گستاخی پر توجہ غضب ہوتی ہے اس کے دس عیب ارشاد فرمائے گئے۔

وَلَا تُطِعۡ کُلَّ حَلَّافٍ مَّهِیۡنٍ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیۡمٍ مَّنَّاعٍ لِّلۡخَیۡرِ مُعۡتَدٍ اَثِیۡمٍ عُتُلٍّۭ بَعۡدَ ذٰلِکَ زَنِیۡمٍ (۶۸-۱۰،۱۱،۱۲)

ترجمہ: اے محبوب! ایسے کی بات نہ سنو جو جھوٹی قسمیں کھانے والا' ذلیل خوار' طعنہ باز' بڑا چغل خور' بھلائی سے روکنے والا' حد سے بڑھنے والا'

سخت گنہگار، سخت دل۔ اس پر طرہ یہ کہ حرام کا بچہ ہے۔
جب ولید نے یہ آیت سنی تو اپنی ماں کے پاس پہنچ کر کہنے لگا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو میرے دس عیب بیان فرمائے ہیں ان میں سے نو کو تو میں جانتا ہوں کہ مجھ میں واقعی وہ عیب ہیں مگر یہ تو بتا کہ میں حرامی ہوں یا حلالی؟ سچ بولنا ورنہ تیری گردن مار دوں گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات جھوٹی نہیں ہوتی۔ اس پر اس کی ماں نے کہا کہ واقعی تو حرامی ہے۔ تیرا باپ نامرد اور بہت مالدار تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ میرے کوئی اولاد نہ ہوئی تو میرا مال غیر لے جائیں گے تو میں نے ایک چرواہے سے زنا کروایا تو اسکا نطفہ ہے اس میں یہ بھی ارشاد ہو رہا ہے کہ جو شقی حضور علیہ السلام کی توہین کو اپنا پیشہ بنا لے اس کی اصل میں خطا ہوتی ہے ایسے بدگویوں کو چاہیے کہ اپنے نطفہ کی تحقیق کریں۔ پھر ارشاد ہوا۔

سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ۝ (۶۸-۱۶) ہم اس کی سور کی سی تھوتھنی پر داغ لگا دیں گے یعنی اس کا چہرہ بگاڑ دیں گے کہ اس کی بدباطنی چہرے سے نمودار ہوگی۔ آخرت میں تو جو ہوگا وہ ہوگا دنیا میں بھی ولید کی شکل بگڑ گئی (خزائن وجلالین وغیرہ) اب بھی حضور کے گستاخوں کے چہروں پر ایمانی رونق نہیں ہوتی۔ بعض گستاخوں کے منہ پر مکھیاں بھنکتی اور آخر میں شکل بگڑتی دیکھی گئی نعوذ باللہ منہ

ایک بار ابولہب گستاخ نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا کہ تمہارا ہاتھ ٹوٹ جائے غضب الٰہی کا دریا جوش میں آیا اور ارشاد ہوا۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ وَّامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝ (۱۱۱-۱ تا ۵)

ترجمہ: ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو جائیں (ٹوٹ جائیں اور وہ تباہ ہو بھی گیا اس کو اپنا مال اور کمائی کچھ کام بھی نہ آئی۔ عنقریب بھڑکتی ہوئی

آگ میں وہ بھی اور اس کی جورو بھی پہنچیں گے جو لکڑیوں کا بوجھ سر پر
اٹھاتی ہے اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا ہے۔

معلوم ہوا کہ اس بدنصیب نے ایک بدگوئی کی اس کے جواب میں اس کو اور اس کی جورو ام جمیل کو جو کچھ سنایا گیا۔ وہ معلوم ہو ہی گیا بلکہ بعد کو اس کی عورت اس طرح مری کہ وہ حضور کی ایذارسانی کے لئے خود اپنے سر پر کانٹوں کا بوجھ لاد کر لاتی اور حضور کے راستے میں ڈالا کرتی تھی ایک دن کانٹوں کا بوجھ لا رہی تھی کہ تھک کر آرام کے لئے ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔ ایک فرشتے نے اس کے پیچھے سے اس کا بوجھ کھینچا وہ گرا اور اس کی رسی سے ام جمیل کے گلے میں پھانسی لگ گئی اور مر گئی۔

اب نہ وہ ولید رہا نہ ابولہب مگر اس پر رات دن مشرق و مغرب میں لعنت پڑ رہی ہے کہ نمازی نماز میں قرآن پڑھنے والا تلاوت میں ان القاب سے ان کی تواضع کر رہے ہیں۔

ایک لطف اور ہے وہ یہ کہ اب ظاہری آنکھوں میں وہ دربار نہیں نہ وہ دعوت ولیمہ کی دھوم دھام ہے نہ وہ آواز مبارک کے نغمے۔ ہمارے یہ نصیب کہاں تھے کہ ان مجلسوں کا نظارہ کرتے اور اپنے کانوں سے وہ خدا بھاتی آواز سنتے۔

جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

لیکن اس بزم کے آداب اسی طرح لوگوں کے سامنے ہیں کہ

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

اگر بعد والوں کو وہ باتیں دیکھنا میسر نہ ہوئیں تو کم سے کم سن کر ایمان لائیں اور وجد میں آکر ڈاکٹر اقبال کا یہ شعر پڑھ پڑھ کر لطف حاصل کریں۔

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اس جا

Marfat.com

انہیں کے رب کی قسم اس دربار کا نکالا ہوا کہیں بھی پناہ نہیں پاتا۔ دنیا کے بادشاہوں کے مجرم مر کر حاکم کے عتاب سے چھوٹ جاتے ہیں مگر ان کے مجرم نہ زندگی میں عزت پاتے ہیں نہ قبر میں چین' نہ حشر میں آرام اور اس بارگاہ کا مقبول ہر جگہ عزت پاتا ہے اعلیٰ حضرت نے خوب لکھا ہے۔

تو جو چمکار لے ہر پھر کے ہو تیرا   تو جو للکار دے آتا ہوا الٹا پھر جائے

الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا   دل پہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ زور رجیم

بخاری جلد اوّل کتاب المناقب میں ہے کہ ایک شخص کاتب وحی تھا کہ وحی لکھنے کی خدمت اس کے سپرد تھی کچھ ایسی پھٹکار پڑی کہ وہ مرتد ہو گیا اور حضور علیہ السلام کو عیب لگانے لگا جب وہ مر گیا اور اس کو دفن کیا گیا تو زمین نے اسے اپنے اندر سے باہر نکال پھینکا۔ دوست سمجھے کہ شاید اصحاب رسول اللہ نے اس کو نکال دیا ہے اور زیادہ گہرا گڑھا کر کے دفن کیا۔ مگر زمین نے پھر بھی قبول نہ کیا نکال کر پھینک دیا۔ غرض کئی بار دفن کیا مگر نعش باہر آ گئی تو معلوم ہوا کہ یہ بارگاہ مصطفیٰ کا نکالا ہوا ہے اس کو کوئی بھی قبول نہ کرے گا۔ اسی طرح مدارج النبوۃ میں ہے کہ حضور علیہ السلام کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ و کلثوم ابولہب کے دو بیٹوں یعنی عتبہ و عتیبہ کے نکاح میں تھیں کیونکہ اس وقت تک مشرکین سے نکاح حرام نہ ہوا تھا۔ جب سورہ لہب نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے ان دونوں بیٹوں سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹیوں کو طلاق دے دو ورنہ میں تم کو اپنی میراث سے محروم کر دوں گا چنانچہ عتیبہ نے تو بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر معذرت کر کے طلاق دی اور عتبہ نے گستاخی سے طلاق دی اللہ کے محبوب نے فرمایا کہ اے اللہ! اپنے کسی کتے کو مقرر فرما جو اس کو سزا دے عتبہ یہ سن کر کانپ گیا آ کر ابولہب سے کہا۔ ابولہب بولا اب میرے بیٹے عتبہ کی خیر نہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بددعا اس کے پیچھے پڑ گئی۔ ہر طرح اس کی نگرانی رکھنے لگا۔ یہ ہی عتبہ ایک بار تجارتی قافلہ کا سردار ہو کر شام کو چلا۔ ایک جگہ رات کو

Marfat.com

قافلے والے سو رہے تھے کہ جھاڑی سے ایک شیر نکلا ہر ایک کا منہ سونگھتا پھرا سب کو سونگھ کر چھوڑ دیا مگر عتبہ کا منہ سونگھ کر اس کو پھاڑ ڈالا۔ معلوم ہوا کہ اس بارگاہ میں بے ادبی کرنے والوں کے منہ سے ایسی بدبو نکلتی ہے کہ جس کو جانور معلوم کر لیتے ہیں کہ گستاخ کا منہ یہ ہے۔

اب مقبولین بارگاہ کا حال بھی سنتے چلو۔ حضرت سفینہ جو حضور علیہ السلام کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ایک بار کفار کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے کچھ روز بعد انہیں خبر ملی کہ لشکر اسلام اس علاقہ میں ایا ہوا ہے۔ رات کو موقع پا کر جیل خانہ سے نکل بھاگے۔ دوڑے جا رہے تھے کہ اچانک جھاڑی سے ایک شیر نکلا آپ نے اس سے کہا کہ اے شیر! میں رسول اللہ کا غلام ہوں۔ راہ بھولا ہوا ہوں یہ سن کر شیر دم ہلاتا ہوا آگے آگے ہو لیا اور راستہ دکھا کر بلکہ لشکر تک پہنچا کر واپس ہوا۔ (دیکھو مشکوٰۃ باب الکرامات)

یہ دو تین واقعات اہل ایمان کی عبرت کے لئے کافی ہیں۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ عظمت رسول کے گیت گایا کریں۔ اپنے بچوں کو اس کی تعلیم دیں اور واعظین علماء کو چاہیے کہ مسلمانوں کو یہ باتیں سکھائیں۔ یقین کرو کہ حضور علیہ السلام کی عزت میں اسلام کی عزت ہے کیونکہ مکان کی عزت مکان والے کی عزت سے اور کام کی وقعت کام والے کی وقعت سے ظاہر ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر سمجھو کہ ایک جلسہ میں ہندو عیسائی یہودی اور مسلمان جمع ہوں۔ ہندو اٹھ کر کہے میرا رام چندر وہ قوت والا ہے جس نے سیتا سے شادی کرنے کے لئے ایک بھاری کمان کو دو ٹکڑے کر دیا۔ عیسائی اٹھ کر کہے کہ میرے مذہب کے بانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ شان تھی کہ انہوں نے مردوں کو زندہ کر کے اپنا کلمہ پڑھوا لیا۔ یہودی اٹھ کر کہے کہ میرے بانی مذہب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وہ شان تھی کہ انہوں نے پتھر میں عصا مار کر پانی کے چشمے نکال دیئے۔ مگر آپ اٹھکر وہ کہیں جو مولوی اسمٰعیل اور مولوی خلیل نے لکھا ہے کہ میرے نبی تو بندہ مجبور تھے ان کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہ تھا وہ تو ذرہ ناچیز

Marfat.com

سے بھی کم تھے۔ ان کا علم تو شیطان اور ملک الموت کے علم سے بھی کم تھا تو بتاؤ کہ تم نے اسلام کی تعظیم کی یا توہین؟ وہ لوگ سن کر یہی کہیں گے کہ ایسے اسلام کو ہمارا دور ہی سے سلام ہے جس کے پیشوا کی مجبوری یا بے کسی کا یہ عالم ہو۔ ہاں اس موقع پر کوئی مجھ جیسا فقیر نیاز مند ہو وہ تڑپ کر کہے گا کہ اے ہندو! اگر رام چندر نے ایک بھاری کمان کو توڑ ڈالا ہے تو ذرا میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خداداد قدرت کو تو دیکھ کہ انہوں نے انگلی پاک کے اشارے سے پورے چاند کو توڑ کر دو کمانیں کر دیا اور اے عیسائی! اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بے جان مردوں میں جان ڈالی تو میرے محبوب علیہ السلام کی خداداد قوت دیکھ کر جنہوں نے سوکھی لکڑیاں اور جنگل کے درختوں اور کنکروں سے اپنا کلمہ پڑھوالیا اور اے یہود! اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر میں سے پانی نکالا تو میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بھی دیکھ جنہوں نے انگلیوں سے پانی کے چشمے نکال دیئے۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ!

غرضیکہ اسلام کی شوکت دکھانے کیلئے بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شوکت دکھانا از حد ضروری ہے مگر افسوس کہ اس زمانے کے بعض مسلم نما مرتدین اس رمز کو نہ سمجھے شیطان نے ان کو یہ بتایا کہ انبیاء کی عزت بیان کرنے سے خدا کی توہین ہو گی۔ ان عقل مندوں نے ابلیسی توحید کو اسلامی توحید سمجھا کہ توحید خدا کے لئے توہین مصطفیٰ ضروری ہے۔ یہی تو ابلیس نے کہا تھا کہ حالانکہ حضور علیہ السلام کی عظمت رب کی قدرت کا مظہر ہے۔ شاگرد کی قابلیت سے استاد کی قابلیت کا پتہ چلتا ہے اور چیز کے جمال سے بنانے والے کا کمال معلوم ہوتا ہے۔ جب اللہ کے محبوب کی عظمت کا خیال ہوگا تو یہی کہنا پڑے گا کہ اے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے رب کی قدرت کے قربان کہ جس نے ایسے کمال والے کو پیدا فرمایا۔

Marfat.com

اس بات کا لحاظ رکھتے ہوئے فقیر نے ایک کتاب ''شانِ حبیب الرحمٰن من آیات القرآن'' اور ایک کتاب جاء الحق لکھی۔ بفضلہٖ تعالیٰ وہ ملک میں ایسی مقبول ہوئیں کہ مجھے اس قدر امید بھی نہ تھی۔ ہندوستان کے ہر خطے میں پہنچی اور اہل سنت نے اپنی محبت کا اظہار کیا اور خوشنودی کے خطوط لکھے دعائیں دیں۔ کسی دیوبندی یا وہابی کو اعتراض کرنے کی ہمت وجرات نہ ہوئی۔ بلکہ خدا کے فضل سے بہت سے دیوبندی ان کتابوں کو دیکھ کر دیوبندیت سے توبہ کر کے مسلمان ہوگئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ لیکن بعض اہل سنت کا اصرار ہوا کہ جاء الحق میں تقریباً تمام مسائل تو آ گئے مگر تین مسئلے نہ ہوئے جن کی اس وقت ضرورت ہے ایک تو سلطنت مصطفیٰ کیونکہ دیوبندی اور وہابی جہاں حضور کے تمام کمالات کے منکر ہیں وہاں اس کے بھی منکر ہیں اور قرآن شریف میں جو آیات بتوں کی مجبوری ومقہوری کے لئے آتی ہیں وہ انبیاء پر چسپاں کرتے ہیں اور بت پرستوں کی آیات کو مسلمانوں کیلئے پڑھتے ہیں بلکہ ان کو سارے قرآن مجید میں صرف یہی آیت نظر آئی۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ (۱۸-۱۱۰)

دوسرے بیس رکعت تراویح کیونکہ مولوی رشید احمد صاحب نے اس پر جو کتاب لکھی الرای النجیح اس سے اور مغالطہ بڑھتا ہے۔

تیسرے مسئلہ عصمت انبیاء کیونکہ کانپور سے ایک شخص برابر اس کے مخالف مضامین شائع کر رہا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ انبیاء کرام نعوذ باللہ گنہ گار بلکہ مشرک تھے بعد کو توبہ کی۔ میں نے ان مضامین کو اپنے رب کے کرم سے لکھ تو لیا مگر اس خیال میں رہا کہ جاء الحق کے دوسرے ایڈیشن میں یہ مسائل بڑھا دیئے جائیں گے لیکن میرے محترم دوست منشی احمد دین صاحب نے بہت زور دیا کہ سلطنت مصطفیٰ بہت جلد شائع کردی جائے اس کی سخت ضرورت ہے اور بہت مانگ ہے لہٰذا توکلاً علی اللہ اس کی تیاری کر دی۔ تیاری تو کر دی مگر اپنی بے بضاعتی اور کم علمی پر نظر کرتے ہوئے ہمت ٹوٹتی تھی لیکن اعلیٰ حضرت کے ان اشعار نے ہمت بندھا دی۔

Marfat.com

ٹوٹی آس بندھاتے یہ ہیں چھوٹی نبضیں چلاتے یہ ہیں
ڈوبی ناؤ تراتے یہ ہیں ہلتی نیویں جماتے یہ ہیں
فیض جمیل خلیل سے پوچھو آگ میں باغ کھلاتے یہ ہیں

نہ وہ کام میری طاقت سے ہوا اور نہ یہی میری قوت سے ہوگا بلکہ وہ محبوب جس سے چاہیں اپنا کام لے لیں۔

تم تو جس خاک کو چاہو وہ بنے بندہ پاک
میں نبی کس کو بناؤں جو خفا تم ہو جاؤ

اس کتاب کا نام ''سلطنت مصطفیٰ در مملکت کبریا'' رکھتا ہوں اور اس کا بھی وہی طریقہ ہوگا جو جاء الحق کا ہے کہ دو باب میں یہ مسئلہ بیان کیا جائے گا پہلے باب میں حضور علیہ السلام کی بادشاہی کا ثبوت ہے۔ دوسرے باب میں اس پر مخالفین کے اعتراضات و جوابات۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ وَهُوَ حَسْبِيْ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

احمد یار خان نعیمی اشرفی اوجھیانوی
مہتمم مدرسہ غوثیہ نعیمیہ گجرات پنجاب
۲۲ ذیقعدہ ۱۳۶۲ھ
یوم یک شنبہ

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم بحکم پروردگار کونین کے مالک و مختار ہیں۔ زمان کے مالک آسمان کے مالک' اپنے رب کی عطا سے جحیم کے مالک جہاں کے مالک' رب کے احکام کے مالک' انعام کے مالک۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا!
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ اختیار میں

جس کو چاہیں اپنے رب کی عطا سے عطا فرما دیں جس کو جس سے چاہیں محروم کر دیں اور جس کے لئے جو چاہیں حلال فرما دیں اور جو چاہیں حرام۔ غرضیکہ دونوں جہاں کے شہنشاہ کونین کے مالک و مولیٰ ہیں۔

حکم نافذ ہے ترا سیف تری خامہ ترا
دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا

اس مضمون کو سن کر بفضلہٖ تعالیٰ اہل سنت تو باغ باغ ہو جاتے ہیں اور ان کے ایمان تازہ ہو جاتے ہیں لیکن افسوس کے ہندو نہیں' عیسائی نہیں' دیگر کفار نہیں بلکہ مسلمانی کا دم بھرنے والے دیوبندی' وہابی جل کر خاک میں سیاہ ہو جاتے ہیں۔ مثل مشہور ہے کہ داتا دے اور بھنڈاری کا پیٹ پھٹے۔ بھلا کوئی ان عقل مندوں سے پوچھے رب دینے والا اس کے حبیب لینے والے تم جلنے والے کون؟ اب اولاً تو اپنے رب سے پوچھتا ہوں کہ مولا بتا؟ تو نے اپنے پیارے کو کیا دیا؟ پھر اس لینے والے محبوب علیہ السلام سے عرض کرتا ہوں کہ آقا تم نے اپنے رب سے کیا کیا لیا؟ نیز

صحابہ کرام سے دریافت کرتا ہوں کہ اس عطا اور قبول کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ پھر ساری امت کے علماء سے دریافت کرتا ہوں کہ تمہارا اس بارے میں کیا عقیدہ ہے پھر دیو بندیوں اور وہابیوں سے پوچھوں گا کہ تم بھی کچھ کرلو۔ اس بارے میں کیا کہتے ہو پھر عقلی دلائل قائم کروں گا۔ لہٰذا اس کتاب کے دو باب کرتا ہوں پہلے باب میں حضور علیہ السلام کی بادشاہی کا ثبوت اور دوسرے میں مخالفین کے سارے اعتراضات معہ جوابات۔

پہلے باب کی پانچ فصلیں ہیں۔ فصل اول میں حضور علیہ السلام کی سلطنت کا ثبوت قرآنی آیات سے دوسری فصل میں احادیث شریفہ سے۔ تیسری فصل میں اقوال محدثین ومفسرین وعلمائے امت سے۔ چوتھی فصل میں مخالفین کے اقوال سے اسکی تائید و پانچویں فصل میں عقلی دلائل۔

نوٹ ضروری

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مالک دو جہاں ہونے کا نہ تو یہ مطلب ہے کہ رب تعالیٰ کسی چیز کا مالک نہ رہا اور نہ یہ مطلب کہ حضور علیہ السلام رب تعالیٰ کی مثل مالک ہیں جس سے لازم آجائے کہ عالم کے دو مستقل مالک ہیں بلکہ رب تعالیٰ کی ملکیت حقیقی قدیم اور ازلی و ابدی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی ملکیت عطائی اور حادث ہے۔ جیسے دنیوی بادشاہ اپنی سلطنت کے مالک ہم لوگ اپنے گھر بار کے مالک ہیں۔ حضرت سلیمان روئے زمین کے مالک ہوئے اس کا مطلب یہ نہیں کہ رب تعالیٰ ان چیزوں کا مالک نہ رہا بلکہ وہ حقیقی مالک ہے ہم مجازی اس کی ملکیت غیر فانی ہے ہماری عطائی ہے۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت خدا تعالیٰ کی نسبت سے ہے۔

پہلی فصل

قرآنی آیات کے بیان میں

(۱) وَمَا نَقَمُوْا اِلَّا اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (۹-۷۴)

ترجمہ: اور نہیں برا لگا ان کو اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

اس آیت سے معلوم ہوا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی لوگوں کو غنی اور مالدار فرماتے ہیں اور دوسروں کو غنی وہی کرے گا جو خود مالک ہوگا۔ ظاہر یہ ہے کہ فضلہ کی ضمیر رسول کی طرف لوٹے کیونکہ یہی قریب ہے واللہ اعلم۔

(۲) وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ (۹-۵۹)

ترجمہ: اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اسی پر راضی ہوتے جو اللہ اور رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ کافی ہے۔ اب ہمیں دے گا اپنے فضل سے اور اس کا رسول اور ہمیں اللہ کی طرف رغبت ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا بھی ہے اور دیں گے بھی اور دیتا وہی ہے جس کے پاس خود ہو بھی حضور علیہ السلام کیا دیتے ہیں جو اللہ دیتا ہے وہ حضور علیہ السلام دیتے ہیں کیونکہ اس آیت میں ایک دینے کو دو کی طرف نسبت کیا گیا ہے یعنی اللہ سب کچھ دیتا ہے تو حضور سب کچھ دیتے ہیں۔

(۳) اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (۱۰۸-۱)

ترجمہ: اے محبوب علیہ السلام ہم نے آپ کو کوثر دے دیا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو کوثر عطا فرمایا۔ کوثر سے مراد یا تو حوض کوثر ہے یا بہت بھلائی' یہ بہت امت' یا مقام محمود یا شفاعت کبریٰ یا

Marfat.com

بہت سے معجزات' یا دنیاوی غلبہ' یا ملکوں کی فتوحات' یا ساری خلقت پر بزرگی یا عالم کثرت یعنی اللہ کے ماسوا ساری مخلوقات کچھ بھی مراد ہو مگر معلوم ہوا کہ رب نے دیا اور بہت کچھ دیا۔ محبوب علیہ السلام نے لے لیا اور دینے والے سے لینے والے کا مالک ہونا لازم آیا۔ نیز اَعْطَیْنَا ماضی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عطا ہو چکی اور قبضہ دیا جا چکا۔ ثابت ہوا کہ حضور مالک ہیں اور سالبہ کلیہ کی نقیض موئیلہ جزیہ ہے۔ لہٰذا تقویت الایمان کا یہ کہنا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے ایک چیز کا بھی مالک و مختار نہیں اس ارشاد ربانی کے خلاف ہے۔

لطیفہ: دنیا کی ساری نعمتوں کو رب تعالیٰ قلیل فرماتا ہے یعنی بہت تھوڑی مگر جو حضور علیہ السلام کو دیا گیا۔ وہ کثیر نہیں۔ اکثر نہیں بلکہ کوثر ہے یعنی زیادہ نہیں بلکہ بہت ہی زیادہ ہے دنیا تو میرے آقا کی ملکیت کا ایک کروڑواں حصہ بھی نہیں۔

(۴) اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا (۴۸-۱)

ترجمہ: (بے شک) اے محبوب علیہ السلام! ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمائی۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ رب نے حضور (علیہ السلام) کو فتح دی۔ اگر فتح سے مراد ہو ملکوں کا فتح کرنا تو ظاہر ہے کہ فتح کرنے والا مفتوحہ ملک کا مالک ہوتا ہے۔ حضور کی بادشاہت ثابت ہوئی اور اگر فتح کا معنی ہے کھولنا تو آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے پیارے! ہم نے تمہارے لئے بند دروازے کھول دیئے جس سے معلوم ہوا کہ جو دروازے اوروں کے لئے بند تھے وہ حضور کے لئے کھول دیئے گئے اور جنت کا دروازہ شفاعت کا دروازہ ہر نعمت کا دروازہ حضور کے لئے کھول دیا گیا۔

(۵) وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی (۹۳-۸)

ترجمہ: (اے محبوب علیہ السلام) رب نے تم کو حاجت مند پایا۔ پس آپ کو غنی کر دیا۔

Marfat.com

(٦) وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰى (۹۳-۵)

ترجمہ: (اے محبوب علیہ السلام) تم کو تمہارا رب اتنا دے گا کہ پیارے تم راضی ہو جاؤ گے۔

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ رب نے ان کو اس قدر دے دیا کہ دونوں عالم سے وہ غنی ہو گئے اور وعدہ فرمایا گیا اور بہت کچھ دیں گے جب خدا دے چکا محبوب لے چکے تو ملکیت خود بخود ثابت ہوگئی پھر ان آیتوں میں یہ نہ فرمایا کہ کتنا دے کر غنی کر دیا اور کیا دے گا جس سے معلوم ہوا کہ سب کچھ دیا جا چکا اور دیا بھی جائے گا جس قدر خلقت بڑھتی جائے گی عطا ہوتی جائے گی۔

(٧) وَكَانَ فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكَ عَظِيۡمًا (۴-۱۱۳)

ترجمہ: (اے محبوب علیہ السلام) آپ پر اللہ کا بڑا ہی فضل ہے۔

دنیا کا قاعدہ ہے کہ جو اقبال والا اور دولتمند ہو اس کو کہتے ہیں کہ فلاں پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ اسی طرح رب فرما رہا ہے کہ اے محبوب! آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ خیال رہے کہ رب نے ساری دنیا کو قلیل کہا یعنی تھوڑی ہے اور دنیا کے معنی یہی ادنیٰ (حقیر) چیز ہیں۔ رب نے ان پر عظیم (بڑا) فضل فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ دنیا تو ملکیت محبوب کا ایک کروڑواں حصہ بھی نہیں۔ حضرت سلیمان کو ساری دنیا کی بادشاہت دی مگر رب نے ان کے متعلق یہ نہ فرمایا کہ ان پر بڑا فضل کیا جس سے معلوم ہوا کہ تخت و تاج سلیمان میرے آقا کی ملکیت اور سلطنت کا ایک صوبہ بلکہ ایک ضلع ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

اب یہ بھی ملاحظہ ہو کہ حضور مالک احکام ہیں اور کوئی عبادت بارگاہ الٰہی میں اس وقت تک قبول نہیں جب تک حضور علیہ السلام اس کو پسند نہ فرمائیں اور حضور علیہ السلام حرام و حلال کے مالک و مختار ہیں۔ سنو رب فرما رہا ہے۔

(٨) خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَكِّيۡهِمۡ بِهَا وَصَلِّ عَلَيۡهِمۡ اِنَّ

Marfat.com

صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ(۹-۱۰۳)

ترجمہ: اے محبوب! ان کے مال میں سے صدقہ قبول فرمالو جس سے تم ان کو پاک وستھرا فرمادو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے۔

اس آیت کریمہ میں محبوب علیہ السلام کو دو حکم دیئے جارہے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جو توبہ کرنے والے صحابہ کرام اپنے مال کا صدقہ آپ کی بارگاہ میں پیش کررہے ہیں اس کو قبول فرماؤ اور ان کو پاک فرمادو۔ دوسرے یہ کہ ان کے لئے دعا کردو۔ اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ جو عبادت ہے اس وقت قابل قبول ہے جبکہ حضور علیہ السلام قبول فرمالیں۔ اگر یہ پابندی نہ ہوتی صحابہ کرام کسی کو بھی دے دیتے۔ دوسرے یہ کہ کوئی بھی صرف عبادت سے پاک نہ ہوگا بلکہ پاکی تو حضور کے کرم سے ملے گی کیونکہ یہاں فرمایا گیا کہ اس صدقہ سے آپ ان کو پاک کردو تیسرے یہ کہ رب تعالیٰ بغیر حضور کی شفاعت کے کسی کو کچھ بھی مرحمت نہیں فرماتا۔ فرمارہا ہے ان کے لئے دعا کرو۔ وہ تو اس پر بھی قادر تھا کہ بغیر حضور کی دعا کے ان کو سب کچھ دے دے مگر نہیں دیتا جب محبوب سے کہلا لیتا ہے تب دیتا ہے۔ چوتھے یہ کہ صحابہ کرام کو اپنے اعمال پر چین نہیں آتا۔ جب تک ان اعمال کی رجسٹری حضور نہ فرمائیں۔ اسی لئے قرآن فرمارہا ہے کہ تمہاری دعا سے ان کے دلوں کو چین ہوگا۔

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

(۹) وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ(۷-۱۵)

ترجمہ: (وہ نبی) لوگوں پر گندی چیزوں کو حرام فرماتے ہیں۔

(۱۰) وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ(۹-۲۹)

ترجمہ: اور کفار ان چیزوں کو حرام نہیں مانتے جو اللہ اور اس کے رسول نے

Marfat.com

حرام فرمائیں۔

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حرام فرمانے کا اختیار دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ حضور مالک احکام ہیں۔ دیکھو کتا' گدھا' بلی وغیرہ کی حرمت قرآن میں ہم کو نہیں ملتی احادیث یعنی حضور کے فرمان ہی سے ملتی ہے۔

(۱۱) وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ (۳۳-۳۶)

ترجمہ: نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو یہ حق ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کچھ فرمائیں تو انہیں اپنے معاملے کا کچھ اختیار رہے۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت زید بن حارثہ جو حضور علیہ السلام کے آزاد کردہ غلام تھے اور حضور کی خدمت میں رہتے تھے حضور نے ان کے نکاح کا پیغام حضرت زینب بنت جحش کو دیا۔ حضرت زینب بنت جحش خاندان قریش کی بڑی عزت والی بی بی تھیں۔ انہوں نے اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش نے اس کو منظور نہ کیا کیونکہ وہ قریشی اور بہت باعزت تھیں اور حضرت زید قریشی نہ تھے اور نکاح میں کفو کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس آیت کے نزول کے بعد ان سب کو راضی ہونا پڑا اور نکاح ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور مسلمانوں کی جان و مال اور اولاد کے مالک ہیں اور ایسے مالک کہ ان کے حکم کے مقابلے میں کسی کو اپنی جان و مال اور اولاد کا کچھ اختیار نہیں۔ دیکھو نکاح میں بالغہ لڑکی کی اجازت اور ان کے اہل قرابت کی رضا ضرور ہوتی ہے یہ کیسا نکاح ہے کہ اس میں کسی کی ناراضی کا اعتبار نہ کیا گیا۔ وجہ یہی ہے کہ سارے مسلمان مرد حضور کے غلام ہیں اور مسلمان عورتیں لونڈیاں۔ مولا کو اختیار کیا ہے کہ جہاں چاہے لونڈی کا نکاح کر دے۔

(۱۲) قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ

Marfat.com

اللّٰہِ(۳۹-۵۳)

ترجمہ: فرمادو اے محبوب علیہ السلام! اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

اس آیت کریمہ میں حضور کو اجازت دی گئی ہے کہ جہاں بھر کے مسلمانوں کو اپنا بندہ یعنی غلام فرمائیں۔

قُلۡ یٰعِبَادِ۔ اور آپ کو اپنا غلام وہی کہہ سکتا ہے جب سب کا مالک ہو۔

مثنوی شریف میں ہے۔

بندہ خود خواند احمد در رشاد
جملہ عالم رانجواں قل یا عباد

(۱۳) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاكُمۡ (۸-۲۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے بلانے پر فوراً حاضر ہو جاؤ جب تم کو بلائیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی اطاعت اور ان کے بلانے پر حاضر ہونا مسلمانوں پر ہر حال میں لازم ہے اور اطاعت کے واجب ہونے کی یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام سب کے مالک ہیں۔ اس آیت کی تفصیل مقدمہ میں اور پوری تفصیل شان حبیب الرحمٰن میں کی جا چکی ہے۔

خاتمہ

عقل حیران ہے کہ اللہ کے محبوب علیہ السلام کی کیسی سلطنت ہے اور ان کی کیا شان کہ ان کے آنے سے زمانے میں انقلاب آ گیا۔ دنیا بدل گئی رب نے اپنے قوانین حکومت کو بدل دیا۔ اس سے پہلے عالم میں حق تعالیٰ کی جباری کا ظہور تھا اور حضور کی تشریف آوری کے بعد اس کی ستاری اور غفاری کی جلوہ گری ہے۔ غور تو کرو کہ پچھلی امتوں پر ایک ایک گناہ کرنے پر عذاب اترا کسی قوم کی صورت مسخ کی گئی۔

Marfat.com

کہیں پتھر برسے۔ کسی کو پانی کے سیلاب سے تباہ کیا گیا کسی کا تختہ الٹا دیا گیا۔ کسی کو بندر اور سور بنا کر ہلاک کیا گیا لیکن جب کفار مکہ نے کہا اے اللہ اگر اسلام سچا ہے تو ہم پر پتھر برسا دے تو اس کے جواب میں پتھر نہ آئے عذاب نہ آیا دریائے غضب کو جوش نہ آیا بلکہ یہ آیت آئی۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (۸-۳۳)

ترجمہ: اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب دے جب تک کہ ان میں تم ہو۔

سبحان اللہ معلوم ہوا کہ وہ تو اسی قابل تھے کہ ان پر عذاب آ جاتا لیکن یہ اس رحمت والے کا لحاظ ہے کہ رب عذاب نہیں بھیجتا۔ اگر آج ہم اپنے گریبانوں میں منہ ڈالیں تو ہم کو معلوم ہوگا کہ جو عیب پہلی امتوں میں ایک ایک کر کے تھے۔ ہم میں وہ سب ملا کر ہیں۔ کم تولنا۔ لڑکوں سے اغلام کرنا' ڈکیتیاں کرنا' غرض سارے عیوب موجود ہیں مگر نہ صورتیں بگڑتی ہیں نہ پتھر برستے ہیں نہ اور کوئی عذاب آتا ہے' یہ صدقہ ہے اس شہنشاہ کریم کا کہ دنیا میں امن و امان کا دور دورہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

دوسری فصل

احادیث شریفہ کے بیان میں

(۱) مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور مجھ کو سونپی گئیں۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے حضور کو تمام خزانہائے زمین کی کنجیاں عطا فرمائیں اور کنجی مالک ہی کو دی جاتی ہے۔ بھلا خیال تو کرو کہ زمین کے خزانوں کی کوئی انتہا ہے جو کچھ زمین پر

Marfat.com

ہے۔ انسان حیوانات' ہر قسم کے غلے ہر قسم کے پھل' سونا چاندی' موتی' جواہرات' لعل' زمرد وغیرہ یہ سب زمین کے خزانے ہیں اور حضور ان کے مالک۔

(۲) مشکوٰۃ شریف کے اسی باب میں ہے: اُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ یعنی مجھ کو دو خزانے عطا فرمائے گئے ایک سرخ اور ایک سفید۔ معلوم ہوا کہ حضور کو تمام سونا چاندی عطا فرما دیا گیا اور قبضہ بھی دے دیا گیا تاکہ ملکیت ثابت ہو جائے۔

(۳) مشکوٰۃ شریف باب اخلاق النبی میں ہے۔ لَوْ شِئْتُ لَسَادَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّھَبِ (اگر ہم چاہیں تو ہمارے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں) معلوم ہوا حضور علیہ السلام ہر طرح مالک مختار ہیں مگر ظاہر کرنا منظور نہیں۔

(۴) مشکوٰۃ شریف کتاب العلم ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: اِنَّمَا اَنَا قَاسِم" وَاللّٰہُ یُعْطِیْ یعنی اللہ دیتا ہے اور ہم بانٹتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز جب بھی جسکو خدا دیتا ہے وہ حضور ہی کی تقسیم سے ملتی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے دینے اور حضور کے تقسیم فرمانے کے بغیر قید بیان فرمایا گیا نہ زمانہ کی قید نہ چیز کی نہ لینے والے کی یعنی حضور علیہ السلام کیا بانٹتے ہیں وہ جو خدا دیتا ہے اور خدا تو ہر چیز دیتا ہے۔ لہٰذا حضور ہر چیز بانٹتے ہیں اور ہر چیز بانٹے گا وہی جسے مالک نے ہر چیز دی ہو حضور کی ملکیت اور قبضہ ثابت ہوا۔

(۵) مشکوٰۃ باب السجود وفضلہ میں ہے ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے حضرت ربیعہ ابن ابی کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خوش ہو کر فرمایا۔ ''سل'' کچھ مانگ لو۔ انہوں نے عرض کیا: اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ یعنی میں آپ سے یہ مانگتا ہوں کہ جنت میں آپ کے ساتھ ہوں ارشاد فرمایا! وَغَیْرُ ذٰلِکَ کچھ اور مانگتا ہے عرض کیا بس یہی۔

اس حدیث سے تین طرح حضور کی بادشاہت ثابت ہوئی اولاً اس طرح حضور

علیہ السلام نے فرمایا کچھ مانگو یہ نہ فرمایا کہ فلاں چیز مانگو اور یہ وہی کہہ سکتا ہے جس کے قبضے میں سب کچھ ہو پھر حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی خوب سوچ کر وہ چیز مانگی جو بے مثل ہے یعنی جنت اور جنت کا درِ اعلیٰ علیین' جہاں حضور کا قیام ہو دوسرے اس طرح کہ حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کیا اَسْئَلُکَ میں آپ سے مانگتا ہوں یہ نہ کہا کہ میں خدا سے مانگتا ہوں اور حضور علیہ السلام نے بھی نہ فرمایا کہ تم مشرک ہو گئے اور ظاہر بات ہے کہ چیز مالک سے مانگی جاتی ہے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی ہر چیز کے مالک ہیں۔ تیسرے اس طرح کہ حضور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ کچھ اور مانگ لو اس سے معلوم ہوا کہ جنت کے علاوہ کچھ اور دینے پر بھی قادر ہیں۔ مگر حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سمجھ لیا تھا کہ جب اس باغ عالم کا پھول مل گیا تو پتوں کی کیا ضرورت ہے۔ خیر حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ مانگیں یہ ان کی خوشی دینے میں تو وہاں کوئی انکار نہیں۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

(۶) تا (۱۰) مشکوٰۃ شریف باب المعجزات میں چند احادیث ہیں۔

(۱) حضرت جابر کے گھر تھوڑے آٹے اور گوشت میں حضور علیہ السلام نے اپنا لعاب دہن شریف ڈال دیا تو وہ تھوڑا آٹا اور گوشت سینکڑوں آدمیوں نے کھا لیا۔ مگر نہ گوشت کم ہوا نہ آٹا اور نہ روٹی پکانے والی بی بی کو پکانے سے کچھ تھکن محسوس ہوئی۔

(۲) ایک غزوہ میں ایک پیالہ پانی میں ہاتھ مبارک رکھ دیا تو انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے اور پندرہ سو آدمیوں نے پانی سیر ہو کر پیا اور وضو کیا۔

(۳) حدیبیہ کے کنوئیں میں پانی بہت کم تھا حضور نے اس میں ایک تیر ڈال دیا جس سے اس کنوئیں کا پانی زیادہ ہو گیا۔

Marfat.com

(۴) ایک بوڑھی عورت کو بلا کر اس کے مشکیزے کا منہ صحابہ کرام کیلئے کھول دیا وہ پانی سب کو کافی ہوا سب نے اپنے برتن بھر لئے اور خوب پی لیا مگر مشکیزہ اسی طرح بھرا رہا۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام ہر چیز کے مالک ہیں دو وجہ سے اول تو یہ کہ حضرت جابر کے یہاں دعوت میں ان کی اجازت کے بغیر مہمانوں کو لے گئے۔ اس بوڑھی عورت کا پانی اس کی بغیر اجازت لوگوں کو پلا دیا۔ حالانکہ اور لوگ کسی کے گھر بغیر اجازت کسی کو نہیں لے جا سکتے اور بغیر مالک کی اجازت اس کی چیز کسی کو نہیں کھلا سکتے۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام ہر شخص کے مالک ہیں اور ہر شخص ان کا غلام۔ کیونکہ مالک کا حق ہے کہ اپنے غلام کا مال اس کے بغیر پوچھے خود کھائے اور دوسروں کو کھلائے۔ دوسرے اس طرح کہ غور تو کرو ان انگلیوں اور مشکیزے اور کنوئیں میں پانی کہاں سے آ رہا تھا؟ دراصل اس کا اس وقت کنکشن کوثر و سلسبیل سے فرما دیا اور دنیا ہی میں وہ پانی سب کو پلا دیا اسی لئے حضور کی انگلیوں کا یہ پانی آب زمزم سے افضل مانا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور کونین کی نعمتوں کے مالک ہیں کہ اپنے غلاموں کو جس جگہ چاہیں جنت کی نعمتیں کھلا دیں۔

(۱۱) مشکوٰۃ شریف باب صلوٰۃ الخسوف میں ہے کہ حضور نے فرمایا۔

اِنِّیْ رَاَیْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُهٗ لَاَ كَلْتُمْ مِنْهَا مَا بَقِیَتِ الدُّنْیَا

ترجمہ: یعنی ہم نے اس گرہن کی نماز میں جنت کو دیکھا اور اس کا خوشہ (گچھا) پکڑا اگر ہم وہ خوشہ توڑ لیتے تو تم اس کو قیامت تک کھاتے رہتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو اجازت تھی کہ وہ مدینہ پاک میں کھڑے

Marfat.com

ہوئے جنت کے خوشے توڑیں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا فرما دیں لیکن خود اپنے اختیار سے نہ توڑا جس سے ثابت ہوا کہ دنیا میں رہ کر جنت کی ہر چیز کے مالک ہیں۔

(۱۳) تا (۱۴) مشکوٰۃ باب المعجزات میں ہے کہ ایک میدان میں حضور نے استنجا فرمانے کا ارادہ فرمایا۔ اس میدان میں دو درخت دور کھڑے تھے پردہ کی غرض سے ان دونوں درختوں کو پکڑ کر ملا دیا۔ وہ درخت اونٹوں کی طرح حضور علیہ السلام کے پیچھے پیچھے چلے آئے اور ان کی آڑ میں حضور نے استنجا فرمایا۔

(۲) شامی باب المرتدین میں ہے حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک پر مردے زندہ ہو کر اسلام لائے حتیٰ کہ حضرت آمنہ خاتون اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما (اپنے والدین) کو بھی زندہ فرما کر مسلمان کیا۔

(۳) اسی شامی میں اسی جگہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی نماز عصر حضور کی نیند پر قربان کر دی۔ قصہ یہ تھا کہ حضور نماز عصر پڑھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ حضرت علی نے ابھی تک عصر کی نماز نہ پڑھی تھی۔ آفتاب ڈوبتا رہا اور حضرت علی خاموش بیٹھے رہے کیونکہ ان کا خیال تھا اگر میں نماز کے لئے اٹھا تو حضور کے آرام میں خلل واقع ہوگا۔ آفتاب ڈوب گیا اور حضرت علی کی عصر قضا ہو گئی۔ حضور نے بیدار ہو کر ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹایا گئے ہوئے دن کو عصر بنایا اور حضرت علی کی گئی ہوئی عصر ادا کے ساتھ پڑھا دی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ حضور کونین کے مالک ہیں۔ دو وجہ سے ایک تو اس لئے کہ مرنے کے بعد کسی کا ایمان قبول نہیں ہوتا اور وقت کے بعد نماز ادا نہیں ہو سکتی مگر اس سلطان کی حکومت کے صدقہ و قربان کہ اپنے ماں باپ کو ان کی وفات کے بعد ایمان دے کر انہیں صحابی بنا دیا اور رب نے قبول فرما لیا اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

کی گئی ہوئی نماز ادا کرا دی اور پھر لطف یہ کہ حضرت علی کے سوا جن لوگوں نے نماز عصر پہلے پڑھ لی تھی ان سے اعادہ نہ کرایا گیا۔ یہ ایک ہی وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے عصر ہے اور دوسروں کے لئے نہیں۔ هٰكَذَا فِي الشَّامِيْ فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ

مصطفیٰ تیری شوکت پہ لاکھوں سلام

دوسرے اس لئے کہ آفتاب آسمان پر رہتا ہے اور مردوں کی روح عالم کی ایک چڑیا ہے مگر حضور کی بادشاہت ان پر بھی جاری ہے کہ ادھر سے اشارہ ہوا ادھر سے اطاعت ہوئی کہ سورج ڈوبا ہوا لوٹا اور والدین کی روح اس عالم سے واپس آئی۔

اشارے سے چاند چیر دیا　　　چھپے ہوئے خورشید کو پھیر دیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا　　　یہ تاب و تواں تمہارے لئے

معلوم ہوا کہ حضور مالک احکام بھی ہیں کہ نماز کے اوقات میں فرق فرما دیا۔
حضور علیہ السلام کے والدین کے ایمان کی بحث شان حبیب الرحمٰن میں دیکھو۔

(۱۵) مشکوٰۃ شریف باب المعجزات میں ہے کہ ایک صحابی نے جمعہ کے دن خطبے کے وقت قحط سالی کی شکایت کی۔ حضور نے منبر پر ہی بارش کی دعا فرمائی۔ ابھی خطبہ ختم نہ ہوا تھا کہ بارش شروع ہو گئی۔ دوسرے جمعہ تک لگاتار بارش ہوتی رہی۔ پھر انہی صاحب نے عرض کیا کہ بارش بہت ہو چکی ہے مکان گرے جا رہے ہیں۔ حضور نے منبر پر کھڑے کھڑے انگلی کا اشارہ فرمایا۔ اشارہ سے بادل پھٹ گیا اور عرض کیا اے اللہ اب ہم پر بارش نہ ہو آس پاس برسے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بادلوں پر بھی حکومت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ بلانے پر چلے آتے ہیں اور اشارہ سے لوٹ جاتے ہیں نہ مون سون ہوا کی شرط ہے نہ موسم کی قید۔

(۱۶) اسی مشکوٰۃ باب المعجزات میں ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اڑیل گھوڑے پر ایک بار حضور نے سواری فرمائی تو وہ گھوڑا ہمیشہ کے لئے اچھا ہو گیا

اور پھر کبھی نہ اڑا۔ معلوم ہوا کہ عالم کے جانوروں پر بھی حضور علیہ السلام کی سلطنت ہے۔

(۱۷) اسی مشکوٰۃ باب المعجزات میں ہے کہ ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ حضور نے اس کو فرمایا کہ داہنے ہاتھ سے کھا۔ اس نے شرمندگی مٹانے کے لئے عرض کی کہ میرا داہنا ہاتھ بے کار ہے۔ فرمایا کہ جا آج سے بے کار ہو گیا۔ چنانچہ اسی دن سے اس کا ہاتھ ایسا بے کار ہوا کہ پھر کبھی منہ تک نہ آ سکا معلوم ہوا کہ انسان کے اعضا کی قوت و حرکت حضور علیہ السلام کے حکم میں ہے۔

(۱۸) اسی مشکوٰۃ باب المعجزات میں ہے کہ حضور پر ابر سایہ کرتا تھا اور بحیرہ راہب کے ہاں جب کہ حضور دعوت میں پہنچے تو دعوت کا انتظام ایک درخت کے سایہ میں تھا اور وہ سایہ لوگوں سے بھر چکا تھا۔ حضور تشریف لائے تو اس درخت نے جھک کر آپ پر سایہ کر لیا۔ ہمارے ہاں کے امراء کو نوکر چاکر دھوپ میں چھتری لگاتے ہیں مگر اس بادشاہ کی سلطنت درختوں اور بادلوں پر بھی ہے کہ وہ اپنے اس مالک کو پہچان کر خدمت بجالاتے ہیں۔

(۱۹) مشکوٰۃ باب المعجزات میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک سوکھی بکری کے تھنوں کا ہاتھ لگا کر اس سے اس قدر دودھ نکالا کہ تمام جماعت دودھ سے سیر ہو گئی۔ مالکہ کے سارے برتن بھر گئے۔ معلوم ہوا کہ حضور ایسے شہنشاہ ہیں کہ جس جگہ سے چاہیں اپنی ملکیت حاصل کر لیں۔ ہر جگہ ان کا شاہی بنک قائم ہے۔

(۲۰) مشکوٰۃ باب الکرامات میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باغ میں ایک بار حضور تشریف لے گئے تو ان کا باغ سال بھر میں دو بار پھل دینے لگا۔

(۲۱) حاکم اور ابن عدی اور عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ۔

اِشْتَرٰی عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

الْجَنَّةَ يَوْمَ رُوْمَةَ وَيَوْمَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ

یعنی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو قدموں پر حضور علیہ السلام سے جنت خریدی۔ ایک تو جب کہ جب مدینہ منورہ میں سوا رومہ کے کوئی کنواں نہ تھا۔ عثمان غنی نے اس کو خرید کر وقف کر دیا دوسرے غزوہ تبوک کے موقعہ پر جب کہ مسلمان غازی بے سرو سامان تھے۔ ان کو سامان دے دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سے رومہ کنوئیں کے بدلے جنت خرید لی اور حضور نے بیچ دی اور جنت وہی بیچے گا جو یا تو جنت کا مالک ہوگا یا مالک کا مختار۔

(۲۲) امام احمد ابو نعیم اور ابن حبان نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور نے فرمایا۔

یعنی مجھ کو دنیا کی کنجیاں عطا فرما دی گئیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام وہ کنجیاں چتکبرے گھوڑے پر میرے پاس لائے۔

ابو نعیم نے بہ روایت ابن عباس حضرت آمنہ خاتون سے روایت کی کہ جب حضور علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ نے سجدہ فرمایا پھر ایک سفید ابر نے حضور کو مجھ سے لے کر غائب کر دیا پھر کچھ دیر بعد آپ ظاہر ہوئے تو دیکھتی ہوں کہ حضور کے مبارک ہاتھ میں کنجیاں ہیں اور کوئی کہہ رہا ہے کہ فتح مندی اور نبوت کی کنجیوں پر حضور نے قبضہ فرما لیا پھر دوسرا بادل آیا اور اس نے بھی حضور کو مجھ سے غائب کر دیا پھر جو ظاہر ہوئے تو کوئی کہنے والا بولا: بَخٍ بَخٍ قَبَضَ مُحَمَّدٌ عَلَى الدُّنْيَا كُلِّهَا لَمْ يَبْقَ خَلْقٌ مِنْ اَهْلِهَا اِلَّا دَخَلَ فِيْ قَبْضَتِهٖ یعنی خوب خوب! محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دنیا پر قبضہ فرما لیا دنیا کی کوئی مخلوق ایسی نہ بچی جو حضور کے قبضے میں نہ آ گئی ہو۔

اس روایت کی تائید بخاری کی اس روایت سے ہوتی ہے جو ہم بحوالہ مشکوٰۃ اس فصل کے شروع میں بیان کر چکے۔ نیز آیت انا فتحنا بھی اس کی تائید کر رہی ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ ساری خلقت الٰہی میں حضور کی بادشاہی ہے اس

Marfat.com

کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث پیش کی جا سکتی ہیں لیکن ایمان والوں کے لئے اتنی ہی کافی ہے۔

ان احادیث میں تو حضور علیہ السلام کی سلطنت دنیا کی چیزوں پر ہوئی اب وہ احادیث سنئے جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم احکام کے مالک ہیں جس کیلئے جو چاہیں حلال فرمائیں اور جس کے لئے چاہیں قرآنی احکام کو بدل دیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۲۴) مشکوٰۃ شریف کتاب الحج کے شروع میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک بار فرمایا کہ اے لوگو تم پر حج کرنا فرض ہے لہٰذا حج کیا کرو کسی نے دریافت کیا رسول اللہ کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے؟ فرمایا کہ اگر ہم ابھی "ہاں" فرمادیتے تو ہر سال ہی فرض ہو جاتا اور ہر شخص کو سال کے سال حج کرنا پڑتا۔ معلوم ہوا کہ ان کی ہاں میں کچھ تاثیر ہے۔ تمام تر قانون کے پابند ہیں مگر قانون الٰہی حضور علیہ السلام کے لب پاک کی جنبش کا منتظر کہ جو ان کے منہ سے نکلے وہ رب کا قانون بن جائے۔

(۲۵) مشکوٰۃ شریف باب قیام شہر رمضان میں ہے کہ حضور نے تراویح باجماعت چند روز پڑھ کر چھوڑ دیں اور چھوڑنے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ اگر ہم اس کو ہمیشہ پڑھیں تو اندیشہ ہے کہ تم پر فرض ہو جائیں اور تم کو دشواری ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا عمل بھی قانون خدا بن جاتا ہے۔

(۲۶) مشکوٰۃ باب مناقب میں ہے کہ حضور سے ایک لونڈی نے عرض کیا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ جب خدا تعالیٰ آپ کو صحیح سلامت اس جنگ سے واپس لے آئے تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں اور گاؤں۔ فرمایا اچھا بجالو چنانچہ انہوں نے دف بجائی۔ دیکھو گانا بجانا اوروں کے لئے برا ہے لیکن حضور نے ایک خاص وقت میں اس لونڈی کو اجازت دے دی۔

(۲۷) مسند امام احمد بن حنبل میں صحیح حدیث علیٰ شرط مسلم میں ہے۔

Marfat.com

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ ابْنِ عَاصِمٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ رَضِيَ اللّٰهُ مَنْهُ اَنَّهُ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَ عَلٰى اَنَّهُ لَا يُصَلِّي اِلَّا صَلٰوتَيْنِ فَقَبِلَ ذٰلِكَ مِنْهُ

''یعنی ایک صاحب حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اس شرط پر ایمان لائے کہ میں صرف دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا''

دیکھو مسلمانوں پر پانچ فرض ہیں مگر ان صاحب کو حضور نے تین نمازیں معاف فرمادیں (ماخوذ از الامن والعلی) معلوم ہوا کہ حضور مالک احکام ہیں۔

(۲۸) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب مناقب اہل بیت میں ہے کہ حضرت علی نے ارادہ کیا کہ دوسرا نکاح کریں۔ حضور نے فرمایا کہ علی کو اس کی اجازت نہیں ہاں اگر وہ یہ چاہتے ہیں تو فاطمہ کو طلاق دیں پھر نکاح کریں۔ غور کریں کہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ جس سے معلوم ہوتا ہے مرد کو چار بیویوں تک نکاح میں رکھنا جائز ہیں مگر حضرت علی کے لئے حضرت فاطمہ زہرا کی موجودگی میں دوسرا نکاح کرنے کا اختیار نہ رہا۔

اس جگہ مرقاۃ میں ہے:

عَلَيْهِ السَّلَامُ بِكُلِّ حَالٍ وَّعَلٰى كُلِّ وَجْهٍ وَاِنْ تَوَلَّدَ الْاِيْذَاءُ مِمَّا كَانَ اَسْئَلُهُ مُبَاحًا وَهُوَ مِنْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی اس سے معلوم ہوا کہ ایذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرام ہے اگر چہ کسی حلال فعل ہی سے پہنچے اور حضور علیہ السلام کی خصوصیت ہے یہاں مرقاۃ میں ہے کہ حضرت علی کو دوسرا نکاح حرام تھا۔

(۲۹) بخاری جلد اول کتاب الصلح کے شروع میں ہے کہ ایک بار حضور کسی جگہ مسلمانوں میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے۔ نماز کا وقت آ گیا حضرت بلال نے اذان کہہ کر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ آپ نماز پڑھائیں

Marfat.com

چنانچہ نماز کی جماعت قائم ہوگئی۔ عین نماز کی حالت میں حضور تشریف لے آئے۔ مسلمان مقتدیوں نے تالی بجا کر صدیق اکبر کو حضور کی تشریف آوری کی خبر دی اسی وقت سے صدیق اکبر مقتدی ہوکر پیچھے آ گئے اور حضور علیہ السلام امام ہوئے۔

آج اگر نماز میں کوئی بھی آ جائے اس کو وہاں ہی کھڑا ہونا ہوگا کہ جہاں جگہ مل جائے مگر میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو دیکھو کہ بیچ نماز میں تشریف لے آئیں تو اسی وقت سے موجودہ امام کی امامت منسوخ اور اب حضور ہی امام ہیں معلوم ہوا کہ مالک احکام ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۳۰) بخاری جلد اول کتاب الجہاد باب مرض الخمس میں ایک طویل حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا کہ نہ ہم کسی کے وارث ہوں اور نہ ہمارا کوئی وارث حالانکہ میراث کی تقسیم قرآن سے ثابت ہے مگر اس میراث سے حضور نے اپنے کو مستثنیٰ فرمایا اور پھر اس پر عمل ہوا کہ حضور کی میراث کسی کو نہ ملی معلوم ہوا حضور مالک احکام ہیں۔

(۳۱) بخاری شریف جلد دوم کتاب التفسیر سورہ احزاب باب قَوْلِهٖ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ میں ہے کہ حضور نے حضرت خزیمہ انصاری کی گواہی دو گواہیوں کے برابر قرار دی۔ واقعہ تھا کہ حضور نے ایک شخص سواء بن حارث سے گھوڑا خرید فرمایا مگر بعد میں اس اعرابی نے اس بیع سے انکار کر دیا اور کہا میں نے یہ گھوڑا آپ کے ہاتھ فروخت نہیں کیا ہے اور عرض کیا کہ اگر آپ نے خریدا ہے تو کوئی گواہ لائیں اللہ کی شان یہ خرید و فروخت تنہائی میں ہوئی تھی۔ حضرت خزیمہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور نے یہ گھوڑا خریدا ہے آپ سچے ہیں اور اعرابی جھوٹا۔ حضور نے پوچھا تم کیونکر گواہی دے رہے ہو۔ تم نے تو اس تجارت کو دیکھا نہ تھا۔ عرض کیا یارسول اللہ میں نے تو حضور کی زبان سے سن کر اللہ کی وحدانیت اور جنت اور دوزخ اور قیامت وغیرہ تمام کی گواہی دی اور پڑھا ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو کیا ایک گھوڑا ان چیزوں سے بھی زیادہ ہے۔ میں حضور کی زبان سے سن کر گواہی دیتا

Marfat.com

ہوں۔ ان کا یہ کلام بارگاہ نبوت میں ایسا قبول ہوا کہ ان کی گواہی دو گواہیوں کی طرح بنا دی گئی۔

غور کرو کہ قرآن کا حکم ہے کہ اَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ (۶۵-۲) کہ تم دو گواہ بناؤ مگر ان کے لئے اکیلے کو دو گواہوں کی طرح مان لیا گیا یہی معلوم ہوا کہ حضور کو یہ بھی اختیار ہے کہ جس کسی کو چاہیں قرآن کے احکام سے علیحدہ کر دیں۔

(۳۲) بخاری میں اسی جگہ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ کی تفسیر میں ہے کہ حضرت عائشہ نے حضور سے عرض کیا مَا اَرٰی رَبَّكَ اِلَّا یُسَارِعُ فِیْ هَوَاكَ میں تو یہ دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی خواہش پوری کرنے میں جلدی کرتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے محبوب کی خواہشات کو دینی قوانین دیتا ہے۔

(۳۳) حضور علیہ السلام نے ام عطیہ کو ایک بار نوحہ کرنے کی اجازت دی حالانکہ نوحہ یعنی مردے کو پیٹنا شرعاً حرام ہے (مسلم شریف)

(۳۴) حضرت علی کو اجازت دی کہ حضرت فاطمہ زہرا کو ان کی وفات کے بعد غسل دیں حالانکہ شوہر اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا کیونکہ عورت کی وفات سے نکاح بالکل ٹوٹ جاتا ہے۔ (شامی)

(۳۵) حضرت صدیق اکبر کو اجازت دی کہ جنابت کی حالت میں مسجد میں آ جایا کریں حالانکہ جنبی کو بغیر غسل کئے مسجد میں آنا منع ہے۔

(۳۶) ایک صاحب کے کفارے کا صدقہ خود ان ہی کو کھلایا۔

(۳۷) مسلم و بخاری میں ہے کہ ایک بار حضور نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں نہ کانٹے توڑے جائیں نہ یہاں کے شکار کو بھڑکایا جائے۔ حضرت عباس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اذخر کی اجازت دی جائے گی کہ یہ گھاس گھر کی چھتوں میں ڈالی جاتی ہے اور لوہاروں کی بھٹی میں بجائے کوئلہ کے جلاتی ہے اور فرمایا اچھا اذخر کی اجازت ہے کہ اذخر گھاس مکہ مکرمہ کی زمین سے کاٹ لی جایا کرے معلوم ہوا کہ زبان پاک مصطفیٰ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی جنبش رب کا قانون ہے۔

(۳۸) حضور نے ہجرت فرماتے ہوئے حضرت سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ میں تمہارے ہاتھ میں بادشاہ فارس کسریٰ کے سونے کے کنگن دیکھتا ہوں اس فرمان کا نتیجہ یہ ہوا کہ زمانہ فاروقی میں ملک فارس فتح ہوا اور کسریٰ کے طلائی کنگن حضرت سراقہ کو پہنائے گئے اور وہ کنگن آپ کے ہاتھ میں رہے دیکھو مرد کو سونا پہننا حرام ہے مگر سراقہ کے لئے وہ جائز فرمائے۔

(۳۹) بخاری و مسلم میں قصہ توبہ کعب میں ہے کہ جب حضرت کعب ابن مالک پر سرکاری عتاب ہوا تو ان کی بیویوں کو حکم دیا گیا کہ تمہارے شوہر تمہارے پاس نہ آنے پائیں کوئی مسلمان ان سے کلام و سلام نہ کرے' چنانچہ اس بائیکاٹ کے زمانے میں حضرت کعب کی بیوی منکوحہ حضور کے حکم سے اپنے شوہر پر کچھ عرصہ کے لئے حرام ہو گئیں۔ حالانکہ رب فرماتا ہے: نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ (۲-۲۲۳) مگر اس حکم سے حضرت کعب اس وقت خارج کر دیئے گئے۔ قسم رب اگر یہ عتاب اور ممانعت ہمیشہ رہتی تو کعب کی بیوی ان کی منکوحہ ہوتے ہوئے ان پر ہمیشہ حرام رہتیں۔

(۴۰) مشکوٰۃ باب المعجزات میں یہ روایت مسلم و بخاری شریف میں کہ ابو ہریرہ کے کمبل پر حضور نے کچھ پڑھ کر دم فرمایا۔ پھر وہ کمبل ابو ہریرہ نے اپنے سینے سے لگا لیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ آپ کا حافظہ نہایت قوی ہو گیا کبھی کوئی بات بھولتے ہی نہ تھے۔ اسی لئے آپ سے تقریباً دو لاکھ حدیثیں مروی ہیں قوت حافظہ انسان کی اندرونی طاقت ہے۔ حضور کا قبضہ ظاہر و باطن پر ایسا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قوت حافظہ بخش دی۔

فقیر احمد یار خان کی طرف سے یہ چہل حدیث ہے جو مسلمانوں کی خدمت میں پیش ہے۔ چالیس حدیثیں جمع کرنے کے بڑے فضائل ہیں۔

میں نے اپنے آقا و مولیٰ معدن حدیث وقرآن محبوب رحمان صلی اللہ علیہ وسلم کے سلطنت و اختیار کی چہل احادیث جمع کر دیں۔ رب تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم قبول فرمائیں۔ آمین۔ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِهٖ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ غرضیکہ کیا میں اور کیا میری قابلیت کہ اس شہنشاہ دو جہان کے خداداد اختیارات بیان کرسکوں۔ سمجھ دار کیلئے اتنا کافی ہے۔

تیسری فصل

علمائے امت کے اقوال میں

تمام امت کا ہمیشہ سے اس پر اتفاق رہا ہے کہ حضور دونوں جہان کے مالک ہیں اسی لئے صحابہ کرام نے حضور سے جنت مانگی۔ قحط سالی کی شکایت کی جس کے حوالے دوسری فصل میں گزر گئے اور اگر کسی سے کوئی قصور ہو جاتا تو معافی چاہنے۔ حضور کی بارگاہ میں آتے چنانچہ مشکوٰۃ باب الحدود میں ہے کہ حضرت ماعز سے ایک شرعی قصور ہو گیا تو بارگاہ نبوت میں آ کر عرض کیا کہ طَهِّرْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَبِیْبَ اللّٰهِ مجھے پاک کر دو۔

اسی مشکوٰۃ باب التصاویر میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ اَتُوْبُ اِلَی اللّٰهِ وَاِلٰی رَسُوْلِهٖ میں اللہ ورسول سے توبہ کرتی ہوں۔

غرض ہر مصیبت دفع کرانے اور رب کی رحمت لینے کیلئے حضور ہی کے دروازہ پاک پر آتے تھے اور حضور بھی ان سے یہ نہ فرماتے تھے کہ تمہاری طرح مجبور بندہ ہوں مجھ سے کیوں مانگتے ہو جاؤ مسجد میں بیٹھو اور رب سے مانگو بلکہ ان کی بات قبول فرماتے اور ان کی حاجت روائی فرماتے تھے اور کیوں نہ ہوتا صحابہ کرام حضور کی بارگاہ میں خود بخود نہ آتے تھے بلکہ ان کو اور سارے جہان کو قرآن نے حکم دیا تھا کہ ہر

مصیبت کے وقت نبی کے پاس جاؤ چنانچہ فرماتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُ اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (۴-۶۴)

اے پیارے اگر یہ لوگ جب کبھی اپنی جانوں پر ظلم کریں تو آپ کی بارگاہ میں آ جائیں پھر یہاں آ کر خدا سے معافی چاہیں اور پیارے تم بھی ان کی سفارش کرو تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

اس آیت کی پوری تحقیق ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن اور جاء الحق میں دیکھو ادھر تو بھکاریوں کو یہ حکم ہوا کہ جاؤ محبوب سے مانگو۔ ادھر سخی داتا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا جارہا ہے۔ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (۹۳-۱۰) اے پیارے اپنے کسی بھکاری کو نہ جھڑکنا بلکہ انہیں کچھ دے کر رخصت کرو۔ کسی ہندی شاعر نے کیا خوب کہا۔

لج پال پریت کو توڑت ناہیں جو ہاتھ پکڑیں وہ چھوڑت ناہیں
گھر آئے کو خالی موڑت ناہیں لج پال پریت کو توڑت ناہیں

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام نے حضور کو مالک مانا۔ اسی طرح صحابہ کرام کے زمانہ کے بعد عالم علمائے اسلام اور مشائخ عظام اور عام مسلمان اپنی غزلوں اور قصیدوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگتے رہے اور مانگتے ہیں اور اپنے وظیفوں اور عملوں میں مدد مانگنے کے پابند ہیں اور اپنی کتابوں میں صاف فرماتے رہے، کہ حضور مالک ہیں۔ اگر ان کی فہرست پیش کروں تو دفتر بھر جائیں۔ کچھ نمونے کے طور پر بتاتا ہوں۔

(۱) اشعۃ اللمعات باب السجود میں حضرت ربیعہ ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "معلوم می شود کہ کار ہمہ بدست ہمتو کرامت لوست ہر چہ خواہد ہر کہ را نجواہد بہ اذن پروردگار خود بدہد

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری
بدرگاہش بیاد ہر چہ میخواہی تمنا کن

Marfat.com

یعنی سارے کام حضور کے ہاتھ میں ہیں جس کو بھی چاہیں اپنے رب کے حکم سے دیدیں اگر دنیاو آخرت کی بھلائی چاہتے ہوتو حضور کی بارگاہ میں آؤ اور جو چاہو مانگ لو۔

(۲) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ملاعلی قاری اسی باب میں اسی حدیث کی شرح میں یہی مضمون لکھ کر فرماتے ہیں۔ فَیُعْطِیْ لِمَنْ یَّشَآءُ حضور جس کو جو چاہیں وہ دیدیں۔

ان عبارتوں نے فیصلہ کر دیا کہ دنیاو آخرت کی ہر چیز کے مالک حضور ہیں۔ سب کچھ ان سے مانگو عزت مانگو' ایمان مانگو' جنت مانگو' اللہ کی رحمت مانگو۔

(۳) تفسیر کبیر جلد سوم پارہ سات سورہ انعام میں زیر آیت وَلَوْ اَشْرَکُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ امام فخر الدین رازی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ انبیائے کرام کو خدا نے اس قدر علم معرفت دیا ہے کہ وہ حضرات مخلوق کی اندرونی حالت اور ان کی جانوں پر حکومت کرتے ہیں اور ان کو اتنی قدرت دی ہے کہ ظاہر پر بادشاہت کرتے ہیں اس عبرت میں خلق فرمایا یعنی عرش و فرش جو بھی اللہ کی مخلوق ہے وہ رسول اللہ کی حکومت میں ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

(۴) امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ الجواہر المنظم کے صفحہ ۵۲ پر فرماتے ہیں۔

هُوَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَلِیْفَةُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ الَّذِیْ جَعَلَ خَزَائِنَ کَرَامَتِهٖ وَمُوَاعِدُ نِعَمِهٖ طَوْعَ یَدَیْهِ وَاِرَادَتِهٖ یُعْطِیْ مَنْ تَشَآءُ مَا یَشَآءُ حضور اللہ کے بڑے خلیفہ ہیں کہ رب کے خزانے اور اس کی نعمتیں حضور کے ہاتھوں اور حضور کے ارادے میں ہیں جس کو چاہیں دے دیں اس سے معلوم ہوا کہ تمام خزانہ خداوندی حضور کے قبضہ واختیار میں ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۵) شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۴۶۳ میں فرماتے ہیں کہ قدرت وسلطنت دے صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ برآں بود ملک وملکوت جن و انس تمام عوالم بہ تقدیر تصرف الٰہی عزوجل درمحیط قدرت وتصرف دے بود۔

Marfat.com

یعنی حضور کی سلطنت اس سے بھی زیادہ پر ہے۔ ملک اور ملکوت جن وانس اور سارے عالم رب کی عطاء سے حضور کے قبضہ وقدرت میں ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ سارے عالم ملکوت' عالم ارواح' عالم اجسام اور عالم امکان غرضیکہ ساری مخلوق میں حضور کی بادشاہی ہے۔

خالق کل نے آپ کو مالک بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ اختیار میں

(۶) علامہ یوسف ابن اسمعیل شواہد الحق کے صفحہ ۱۵۳ پر فرماتے ہیں۔

اَمَّا کَوْنُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْطِیْ وَیَمْنَعُ وَیَقْضِیْ حَوَائِجَ السَّائِلِیْنَ وَیُفَرِّجُ کُرُبَاتِ الْکُرُوْبِیْنَ وَاَنَّہٗ یَشْفَعُ وَیُدْخِلُ الْجَنَّۃَ مَنْ یَّشَآءُ

"یعنی حضور دیتے اور منع کرتے ہیں اور سائلوں کی حاجت روائی کرتے ہیں مصیبت زدوں کی مصیبت دور کرتے ہیں اور حضور شفاعت فرمائیں گے اور جس کو چاہیں گے جنت میں داخل کریں گے"۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام حاجب روا ہیں' بے کسوں' مصیبت زدوں کے رنج و غم دور فرماتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۷) امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۴۶ پر فرماتے ہیں۔

اَلَا بِاَبِیْ مَنْ کَانَ مَلِکًا وَسَیِّدًا وَاٰدَمُ بَیْنَ الطِّیْنِ وَالْمَاءِ وَاقِفُ"
اِذَا اَرَادَ اَمْرًا لَا یَکُوْنُ خِلَافَہٗ وَلَیْسَ لِذٰلِکَ

میرے ماں باپ اس شہنشاہ پر قربان جو اس وقت سے بادشاہ ہیں جب کہ آدم علیہ السلام مٹی اور پانی میں جلوہ گر تھے جب حضور کچھ چاہ لیں تو اسکے خلاف نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی ان کو روک سکتا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ حضور پہلے ہی سے سلطان کونین ہیں اور آپ کی زبان کن کی کنجی ہے۔

Marfat.com

فقط اشارے میں سب کو نجات ہو کے رہی　　تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
جو شب کو کہہ دیا دن ہے تو دن نکل آیا　　جو دن کو کہہ دیا شب ہے تو رات ہو کے رہی

(۸) امام قسطلانی مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۹۵ پر فرماتے ہیں: وَكُنْيَتُهُ اَبُو الْقَاسِمِ لِاَنَّهُ يَقْسِمُ الْجَنَّةَ بَيْنَ اَهْلِهَا حضور کی کنیت ابوالقاسم ہے کیونکہ جنتی لوگوں کو جنت بانٹتے ہیں۔

(۹) تقی الدین سبکی شفاء السقام میں صفحہ ۱۶۵ پر فرماتے ہیں:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ فِى الْجَنَّةِ مِثْلَ الْوَزِيْرِ مِنَ الْمُلْكِ بِغَيْرِ تَمْثِيْلٍ لَا تَصِلُ اِلٰى اَحَدٍ شَیْءٌ اِلَّا بِوَاسِطَتِهٖ

یعنی بغیر تشبیہ یوں سمجھو کہ حضور ایسے ہوں گے جیسے بادشاہ کا وزیر کہ کسی تک کوئی چیز بغیر آپ کے ذریعے کے نہ پہنچے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی سلطنت دنیا میں تو کیا جنت میں بھی ہوگی کہ جنت کی ہر نعمت حضور کے بغیر کسی کو بھی نہ مل سکے گی۔

(۱۰) امام قسطلانی مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۶ پر فرماتے ہیں۔

هُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِزَانَةُ السُّرُوْرِ مَوْضِعُ نُفُوْذِ الْاَمْرِ فَلَا يَنْفُذُ الْاَمْرُ اِلَّا مِنْهُ

اس سے بھی معلوم ہوا کہ دنیا میں احکام الٰہیہ حضور کے یہاں سے جاری ہوتے ہیں۔

(۱۱) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات جلد اوّل صفحہ ۶۵۶ پر فرماتے ہیں۔

"آنحضرت متولی امور مملکت الٰہیہ و گماشتہ درگاہ الٰہی بود کہ تمام امور و احکام کون و مکان بوے مفوض بود کدام دائرہ مملکت واسع تر از دائرہ مملکت و سلطنت دے بود۔ صلی اللہ علیہ وسلم"

یعنی حضور سلطنت الٰہیہ کے منتظم اور مقرر کردہ حاکم ہیں۔ دنیا کے سارے کون و

Marfat.com

مکان کے احکام حضور کے سپرد ہیں۔ ان سے بڑھ کر کونسی سلطنت ہے۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی بادشاہی تمام بادشاہوں سے بڑی ہے۔ حضرت سلیمان وسکندر ذوالقرنین کی سلطنتوں سے بڑھ کر حضور کی سلطنت ہے۔

(۱۲) امام بوصیری قدس سرہٗ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا

وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا وآخرت آپ کی سخاوت سے تھے اور لوح وقلم کے علم آپ کے علموں کا ایک حصہ ہیں۔

(۱۳) امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصیدہ نعمان میں فرماتے ہیں۔

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْکَ وَلَمْ یَکُنْ ‌ ‌ ‌ لِاَبِیْ حَنِیْفَةَ فِی الْاَنَامِ سِوَاکَ

یارسول اللہ میں آپ کی دین یعنی عطا کا امیدوار ہوں اور خلقت میں ابوحنیفہ کا آپ کے سوا کوئی نہیں۔

اس شعر میں امام اعظم قدس سرہٗ نے حضور سے مانگا اور اپنی بے کسی کا اظہار کیا اور مانگا اس سے جاتا ہے جو مالک ہو۔ معلوم ہوا کہ امام صاحب حضور کو مالک کل جانتے ہیں۔

(۱۴) دلائل الخیرات کے تمام درود مستند ہیں۔ تمام امت میں مقبول علماء و اولیاء اس کے ہمیشہ سے عامل رہے۔ اس میں پنج شنبہ کے حزب میں درود ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَاءِ الرَّحْمَتِهٖ وَمِیْمِیَ الْمُلْکِ وَدَلَ الدَّوَامِ لِسَیِّدُ الْکَامِلُ

یعنی اے اللہ حضور علیہ السلام پر درود بھیج جن کا نام محمد ہے جس سے دال دوام یعنی ہمیشگی کی دال ہے اور ح رحمت کی اور میم ملکیت کی۔

اس سے معلوم ہوا کہ لفظ محمد کے حرفوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور دونوں جہاں

Marfat.com

کے ہمیشہ سے مالک ہیں اور رحمت والے مالک ہیں کیونکہ اس میں ایک ح ہے اور ایک دال دو میم ہے۔ دو میموں سے مراد دونوں ملکوں کی بادشاہت اور دال سے مراد دوام یعنی ہمیشہ کی بادشاہت اور ح سے مراد رحمت یعنی رحمت والی بادشاہت ہے۔

(۱۵) مثنوی شریف میں ہے۔

صورتش برخاک جہاں دارلامکاں   لامکاں برتر زوہم سا بکاں
بل مکاں و لامکاں درحکم او   ہم چو درحکم بہشتی چار سو
ہر دمے او دریکے معراج خاص   بر سر فرقش نہد حق تاج خاص

یعنی حضور علیہ السلام کا جسم پاک تو زمین پر رہا اور جان پاک لا مکاں میں جو کہ اولیاء اللہ کے وہم گمان سے دور ہے بلکہ مکان و لامکاں ان کے حکم میں ایسے ہیں جیسے جنتی آدمی کے حق میں چاروں نہریں ہوں گی۔ وہ ہر وقت معراج خاص میں رہتے ہیں اور حق تعالیٰ ان کے سر پر خاص تاج رکھتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مکاں و لامکاں حضور کے حکم میں ہیں کیونکہ حضور سلطان کونین ہیں اور حضور کو ہر وقت معراج اور عالم بالا کی سیر ہوتی رہتی ہے کہ کبھی خواب میں اور کبھی نماز میں اور کبھی ویسے ہی جنت دوزخ وغیرہ کو ملاحظہ فرماتے ہیں جس کے حوالے دوسری فصل میں گزر گئے۔ اس قسم کی صدہا عبارتیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ مگر اسی پر قناعت کرتا ہوں بزرگان دین بلکہ صحابہ کرام رب کی عبادت میں حضرت کو بھی راضی کرنے کی نیت کرتے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت میں حضور اکرم کو راضی کرنا ریا یا شرک نہیں بلکہ عبادت کی روح ہے۔ آپ دوسری فصل میں پڑھ چکے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر نے عین نماز کی حالت میں حضور علیہ السلام کو امام بنایا۔ دیکھو عبادت تو رب کی ہے مگر اس میں تعظیم مصطفیٰ علیہ السلام کی جا رہی ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

تفسیر خازن و روح البیان پارہ نمبر ۶ میں زیر آیت وَاٰتَیۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا ایک

حدیث نقل کی کہ ایک دن حضور نے حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ آج رات ہم نے تمہاری تلاوت قرآن مجید سنی تم کو رب نے داؤدی آواز عطا کی ہے تو حضرت موسیٰ اشعری نے عرض کیا کہ واللہ مجھے خبر ہوتی کہ میرا قرآن صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے ہیں تو اور بھی خوش الحانی سے پڑھتا دیکھو تلاوت قرآن مجید عبادت الٰہی ہے مگر ایک صحابی رسول اللہ اس حالت میں بھی حضور کو خوش کرنے کی خواہش کرتے ہیں۔

اسی طرح تفسیر روح البیان پارہ نمبر ۱۱ سورہ یونس میں زیر آیت اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ہے کہ حضرت رابعہ عدویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روزانہ ایک ہزار نفل پڑھا کرتی تھیں اور کہتی تھیں میں ان کا ثواب نہیں چاہتی صرف یہ خواہش ہے کہ مجھ سے حضور خوش ہو جائیں اور روز قیامت جماعت انبیاء سے فرمائیں کہ دیکھو یہ میری امت کی ایک عورت کے عمل ہیں۔

سبحان اللہ عشق والوں کے انداز نرالے ہیں حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِہٖ مُھَاجِرًا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ یُدْرِکْہُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ (۴-۱۰۰) اور جو اپنے گھر سے اللہ و رسول کی طرف ہجرت کر کے نکلا۔ پھر اس کو موت آ گئی تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہو گیا ہجرت کرنا رب کی راہ میں وطن کو چھوڑنا عبادت ہے مگر ہجرت میں خدا اور رسول دونوں کو راضی کرنے کی نیت کرنا ضروری ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے: وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ (۹-۶۲) اور اللہ و رسول اس کے زیادہ حقدار ہیں کہ ان کو راضی کریں۔

معلوم ہوا کہ ایمان اور عمل میں یہ نیت کرنا کہ اس عمل سے اللہ اور رسول راضی ہوں عمل کو زیادہ قابل قبول کر دیتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ نیک اعمال میں رب تعالیٰ اور اس کے محبوب علیہ السلام کو راضی کرنے کی نیت نہ شرک ہے نہ حرام اسی لئے نماز میں حضور کو سلام کرنا واجب ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ الخ اور اذان

Marfat.com

میں ہر جگہ حضور علیہ السلام کا نام پاک داخل ہے۔

چوتھی فصل

حضور علیہ السلام کی سلطنت پر مخالفین کے اقوال

اب میں دیوبندیوں اور وہابیوں کے پیشواؤں سے پوچھتا ہوں کہ بولو اس بارے میں کیا کہتے ہو رب کی شان کہ مخالفین کے بڑے بھی اس کے متعلق یہی کہہ گئے ہیں ملاحظہ ہو۔

(۱) ترجمہ صراط مستقیم اردو خاتمہ تیسرا افادہ صفحہ ۱۰۳ پر بانی مذہب وہابیہ دیوبندیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی فرماتے ہیں۔ اسی طرح ان مراتب عالیہ اور مناسب رتبہ کے صاحبان عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کے ماذون مطلق اور مجاز ہوتے ہیں بس فیصلہ ہی کر دیا کہ اللہ کے بندوں کو دونوں جہان میں ہر طرح حکومت کرنے کا رب تعالیٰ کی طرف سے اختیار عام حاصل ہوتا ہے۔

(۲) یہ ہی مولوی اسمٰعیل صاحب اسی جگہ فرماتے ہیں مثلاً ان کو جائز ہے کہ کہیں عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے" لہٰذا مولوی اسمٰعیل صاحب کے فتوے سے میں کہہ سکتا ہوں کہ عرش سے فرش تک میرے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت ہے یہی میں کہتا ہوں۔

(۳) مولوی قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں۔

مدد کر اے کرم احمد کہ تیرا سوا نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

مدد اسی سے مانگی جاتی ہے جس کے قبضہ میں کچھ ہو معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک حضور مالک و مختار ہیں۔

(۴) دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب ادلہ کاملہ صفحہ ۱۲ پر فرماتے ہیں۔ آپ اصل میں مالک عالم ہیں جمادات ہوں یا حیوانات، بنی آدم ہوں یا غیر بنی

Marfat.com

آدم القصہ آپ ہی اصل مالک ہیں اور یہی وجہ ہے کہ عدل ومہر آپ کے ذمہ واجب تھا''

الحمدللہ کہ مولوی صاحب نے حضور کو مالک مانا اور عالم اللہ کے سوا کو کہتے ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ عرش وفرش' لوح وقلم سب میرے شہنشاہ کی ملکیت ہیں۔

(۵) صراط مستقیم دوسری آیت کے پہلے افادہ میں مولوی اسمٰعیل صاحب صفحہ ۶۰ پر فرماتے ہیں ''اور حضرت مرتضٰی کے لئے شیخین پر ایک گونہ فضیلت ثابت ہے اور وہ فضیلت آپ کے فرماں برداروں کا زیادہ ہونا' مقامات ولایت بلکہ قطبیت وغوثیت اور ابدالیت اور ان ہی باقی خدمات آپ کے زمانے سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کی وساطت سے ہوتا ہے اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کا دخل ہے جو عالم ملکوت کے سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ ظاہری اور باطنی دنیا پر حضرت علی کا قبضہ ہے اور قیامت تک رہے گا۔ یعنی بعد وفات بھی دنیا کے مالک ہیں اور لوگوں کو سلطنت غوثیت حضرت علی کے دربار سے ملتی ہے۔ سبحان اللہ یہاں تو یہ فرما گئے اور یہ ہی مولوی اسمٰعیل صاحب تقویت الایمان میں لکھتے ہیں کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک مختار نہیں' شاید یہ باتیں شدھی ہونے سے پہلے لکھی ہوں گی اور تقویت الایمان بعد میں۔

(۷) دیوبندی علماء کے پیرومرشد حاجی امداداللہ صاحب فرماتے ہیں۔

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
تم اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یارسول اللہ

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی رنج وراحت حضور علیہ السلام کے قبضے میں ہے اور آپ نفع ونقصان کے مالک ہیں۔ بطور نمونہ چند اقوال نقل کر دیئے اس سے بھی زیادہ پیش کئے جا سکتے ہیں۔

Marfat.com

پانچویں فصل

سلطنتِ مصطفیٰ ﷺ پر عقلی دلائل

(ا) دنیاوی کاروبار آخرت کا نمونہ ہیں۔ اس کی تحقیق جاء الحق میں دیکھو اور دنیاوی بادشاہ تو اپنے مقرر کیے ہوئے حکام کو اپنی بادشاہت کا مختار کر دیتے ہیں اور انکو عام اختیارات دیا کرتے ہیں جن کی وجہ سے وہ حکام کہا کرتے ہیں کہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں پھر جس درجہ کا حکم ہو اسی درجہ کے اس کے اختیارات ہوتے ہیں۔ تھانیدار کو معمولی اختیارات' کپتان پولیس کو اس سے زیادہ' ڈپٹی کمشنروں کو اس سے زیادہ پھر گورنر کو اور زیادہ پھر وائسرے کو سارے ملک کے اختیارات پھر وزیر اعظم کو ساری سلطنت کے تمام سیاہ و سفید کے اختیارات مگر ان اختیارات سے نہ تو بادشاہ کی سلطنت میں کمی آئی اور نہ کوئی چیز اس کی سلطنت سے نکل گئی بلکہ بادشاہ ان تمام چیزوں کا اصلی مالک رہے گا اور دیگر لوگ اس کی طرف سے عارضی مالک۔

اسی طرح حق تعالیٰ نے اپنی بادشاہت میں ملائکہ اور خاص انسانوں کو دنیا کے لئے لوح محفوظ قائم کی جس میں عالم کے سارے واقعات لکھ دیئے کہ وہ حضرات اس کو دیکھیں اور اس کے مطابق عمل کریں انہی اختیارات کی وجہ سے وہ حضرات کہہ دیا کرتے ہیں کہ میں کرسکتا ہوں۔

قرآن پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلام کو نقل فرمایا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں اندھوں کو انکھیارا' مردوں کو زندہ اور کوڑھیوں کو اچھا کرسکتا ہوں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم سے فرمایا کہ میں تم کو پاک بیٹا دینے آیا ہوں۔ قرآن نے فرمایا کہ ہمارے محبوب علیہ السلام مسلمان کو پاک فرماتے۔ ان کو کتاب و حکمت سکھاتے ہیں وہ غریبوں کو غنی کرتے ہیں۔ دیکھو اس کتاب کا مقدمہ

Marfat.com

اور جاء الحق حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

بِلَادُ اللهِ مُلْكِیْ تَحْتَ حُكْمِیْ
وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْ صَفَا لِیْ

(اللہ کے سارے شہر میرا ملک اور میری حکومت میں ہیں) پھر فرماتے ہیں۔

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرًا اَوْ دُهُوْرًا تمر وانقضی الا اتی لی

(کوئی مہینہ اور کوئی وقت ایسا نہیں جو ہماری اجازت بغیر دنیا میں گزر جائے) پھر فرماتے ہیں۔

وکل ولی له قدم و انی علی قدم النبی بدر الکمال

(یہ درجہ اور یہ بادشاہت مجھ کو اس کے صدقہ میں ہے کہ ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے قدم پر ہوتے ہیں میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوں یعنی میرا سر حضور کے قدم پاک پر ہے اس کی برکت سے مجھ کو رب نے عزت دی)

اب بتاؤ حضور کی سلطنت کا کیا کہنا ہے ان تمام باتوں سے یہ لازم نہیں آتا کہ رب کی سلطنت میں کسی قسم کی کوئی کمی آئے گی نہیں بلکہ وہ حقیقی اور یہ حضرات اس کے مقرر کرنے سے اس کے خادم اور مالک مجازی حضور چونکہ وزیر اعظم ہیں لہٰذا کونین کے مالک ومختار۔

(۲) سب کو معلوم ہے کہ موت کے وقت ملک الموت کو دیکھ کر ایمان لانا قبول نہیں اور زندگی میں جس وقت بھی ایمان لائے یا اپنے گناہوں سے توبہ کرے قبول ہے یعنی مرنے والے کے لئے موت کا وقت توبہ کے دروازے بند ہونے کا ہوتا ہے اور موت سے پہلے یہ دروازہ کھلا ہوا ہے لیکن حضور کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ جس کے لئے چاہیں اس کی زندگی ہی میں توبہ کا دروازہ بند کر دیں کہ وہ توبہ کرے اور قبول نہ ہو جس کے لئے چاہیں بعد موت بھی دروازہ کھول دیں اور اسکو زندہ فرما کر مسلمان کر دیں۔

Marfat.com

دیکھو اپنے والدین ماجدین کو ان کے انتقال کے بعد زندہ فرما کر اسلام سے مشرف فرما دیا جس کا ثبوت پہلے گزر چکا اور اس کی تحقیق حضرت امام جلال الدین سیوطی اور علامہ شامی نے خوب فرمائی ہے اور ثعلبہ ابن حاطب نے ایک بار زکوٰۃ دینے سے انکار کیا ناگوار خاطر ہوا۔ پھر ثعلبہ زکوٰۃ لے کر عاجزی کرتا ہوا حاضر ہوا مگر منظور نہ ہوئی پھر حضرت صدیق اکبر کے زمانہ خلافت میں زکوٰۃ لایا مگر وہاں بھی نامنظور ہوئی پھر زمانہ فاروقی میں پھر خلافت عثمانی میں زکوٰۃ پیش کرتا رہا مگر کسی خلیفہ نے قبول نہ فرمائی یہی جواب دے دیا گیا کہ جس کی زکوٰۃ حضور علیہ السلام نے رد کر دی ہو۔ ہم میں جرات نہیں کہ اس کو قبول کر لیں۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمِنْهُمْ مَنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (۹-۷۵) دیکھو تفسیر کبیر اور روح البیان اسی آیت کی تفسیر

غور کرو ابھی ثعلبہ زندہ تھا۔ ظاہر میں اس کے لئے توبہ کا دروازہ بند نہ ہوا تھا چاہیئے تھا کہ اس کی توبہ قبول ہو جاتی مگر چونکہ مصطفیٰ کے ہاتھوں نے اس کا دروازہ بند کر دیا تو بند ہی رہا۔ اختیار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حلیم کے غضب سے خدا کی پناہ۔

(۳) دستور یہ ہے کہ اپنی چیز کا اپنا پیارا مالک ہوتا ہے کیونکہ محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا اور حضور تو رب کے ایسے پیارے ہیں کہ جو ان کی غلامی کر لے وہ بھی اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے۔ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ لہٰذا رب کی ہر چیز محبوب کی ہے۔ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی (۹۳-۵)

(۴) حضور علیہ السلام پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ دیکھو شامی کتاب زکوٰۃ کیوں فرض نہیں اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ چونکہ تمام عالم کے مسلمان مرد اور عورتیں حضور کے لونڈی غلام ہیں اور اپنے غلام اور لونڈی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے لہٰذا حضور کسی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے کیونکہ لینے والا کوئی نہیں۔ مصرف نہ ملنے کی وجہ سے آپ پر

زکوٰۃ فرض ہی نہ کی گئی۔

(۵) انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ "فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً" (۲-۳۰) اور خلیفہ وہ ہوتا ہے جو دراصل مالک کا نائب ہو کر اس کے ملک میں حکومت کرے جس سے معلوم ہوا کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں کہ جب رب تعالیٰ بلاواسطہ احکام نہیں بھیجتا۔ تب اس کی نیابت میں خلق پر حکومت فرماتے ہیں اسی لئے علماء کو نائب الٰہی کہا جاتا ہے اور نائب اپنی نیابت کے وقت مالک ہوتا ہے۔

(۶) ساق عرش پر اور جنت میں طوبیٰ کے پتوں پر حوروں کی پیشانیوں اور غلمانوں کے سینوں پر لکھا ہوا ہے۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ "رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور قاعدہ ہے کہ چیز پر بنانے والے اور مالک کا نام لکھا جاتا ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ جنت اور عرش کا بنانے والا اللہ اور مالک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس کی چیز اسی کا نام بلکہ دنیا کی چیزوں پر قدرت نے حضور کا نام لکھا ہے میرے پاس ایک پتھر ہے بابو اللہ دتہ صاحب سیکرٹری انجمن نے کشمیر کے علاقے کے ایک دریا سے پایا اس پر صاف لکھا ہے محمد اور اوپر سے پتھر کو سبز کیا گیا ہے۔ اس پر قدرتنے فیروزی رنگ سے محمد لکھا ہے۔

دہلی میں رائے سینا بن رہا تھا تو ایک سنگ مرمر کو آرہ مشین سے چیرا گیا اس کے بیچ میں لکھا محمد اس کا فوٹو بھی میرے پاس ہے جس کا جی چاہے اس پتھر کی اور اس فوٹو کی زیارت کرے لوگ اس پتھر کی میرے پاس آ کر زیارت کرتے ہیں۔ کہئے جناب! اگر حضور مالک نہیں تو چیزوں پر حضور کا نام قدرت نے کیوں لکھا؟ بلکہ کچھ سال بیشتر جبل پور کے کلکٹر نے بھی اس کی تصدیق کی ہے اور وہاں عام باشندوں نے دیکھا تھا۔ گجرات میں بھی اس کے دیکھنے والے ماسٹر محمد عارف صاحب اب تک موجود ہیں اور اس کو خواجہ حسن نظامی "منادی" اخبار اور علیحدہ ٹریکٹ میں بھی شائع کیا تھا کہ ایک مرتبہ رات کے وقت اچانک تیز روشنی ہوئی لوگوں نے

Marfat.com

اوپر کو دیکھا تو آسمان پر خط نوری سے لکھا تھا۔ ''محمد'' اور ان حرفوں سے نور کل آتا تھا۔ تقریباً ایک منٹ تک باقی رہا۔ ۱۹۶۲ء کو میں منٹگمری میں بکری کے بچہ کے پیٹھ پر لفظ محمد دیکھا تھا۔ سبحان اللہ آنکھیں ہوں تو اب بھی ان کی سنت دیکھ لو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

(۷) معراج میں حضور علیہ السلام کو کونین کی سیر کرائی۔ لامکاں کا مکیں بنایا کیوں اس لئے کہ کبھی بادشاہ اپنے ملک کی سیر فرمانے کے لئے دورہ فرماتے ہیں آج اس سچے شہنشاہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلطنت کا دورہ فرمایا۔

(۸) آج دنیاوی بادشاہوں کو لوگ برا بھلا کہہ لیتے ہیں۔ اخباروں میں ان پر اعتراضات چھپ جاتے ہیں مگر کسی دل میں یہ ہمت نہیں کسی زبان میں یہ طاقت نہیں کہ میرے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف زبان چلا سکے اور جو کوئی گستاخی کرتا ہے وہ سزا پاتا ہے۔ اس کی مثالیں بہت سی موجود ہیں۔ معلوم ہوا کہ ان شہنشاہ کی حکومت دل و جان پر ہے اور قیامت تک رہے گی۔ رب تعالیٰ ہم کو وفادار رعایا بنا دے اور بغاوت سے بچائے۔ آمین یارب العٰلمین۔

(۹) دنیاوی بادشاہ اپنے نوکروں کو تنخواہیں دیا کرتے ہیں اور آج تک حضور علیہ السلام کے در سے لاکھوں آدمی تنخواہ پا رہے ہیں میں پوچھتا ہوں کہ مولوی پیر و مشائخ جو دنیا میں عیش کی زندگی بسر کر رہے ہیں یہ کیا کرتے ہیں کیا انہیں کوئی لکڑی کا لوہے کا کپڑے کا ہنر آتا ہے۔ کوئی مزدوری کرتے ہیں۔ یہ حکیم یا ڈاکٹر ہیں آخر یہ کیا کرتے ہیں اور کس چیز کی اجرت پاتے ہیں کہ ان کی عزت بھی ہے ان کو عیش بھی حاصل ہے۔ مسلمان ان کی خدمتیں کرتے ہیں۔ اجمیر شریف۔ پیران کلیر بغداد میں یہ رونقیں کیوں لگی ہیں۔ بس صرف اس لئے کہ یہ تمام حضرات اس مدینے والے شہنشاہ کے خدام اور نوکر ہیں۔ یہ ہی سمجھ کر مسلمان ان کی خدمتیں کرتے ہیں۔ مسلمان کے حبیب اس شہنشاہ کے خزانوں کے دروازے ہیں۔ ان کا نام لیتے ہیں کھاتے ہیں

Marfat.com

عیش اڑاتے ہیں۔ اللہ اس دربار کو آباد رکھے کہ ہم بھکاریوں کا اس دروازے کے سوا اور کہیں ٹھکانا نہیں۔

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کو ٹھہرانے والے

اے وہابیو! اور اے دیوبندی مولویو! خدا کے لئے نمک حلال بنو جس کے نام پر کھاتے کماتے ہو اس میں عیب نہ ڈھونڈو بلکہ اس کے نام کے گیت گاؤ۔ اللہ تم کو ہدایت دے اور ہم کو قائم رکھے بلکہ کونسل کے ممبر اور اسلامیہ سکول بھی ظاہر ظہور اسی شہنشاہ کے دربار کے بھکاری ہیں۔ یہ ممبر تو اسلام کے نام پر ووٹ مانگتے ہیں اور یہ اسکول اسلام کے نام پر مسلمانوں کے صدقات خیرات حاصل کرتے ہیں۔ ان کو بھی لازم ہے کہ کونسل میں پہنچ کر اسلام کی خیر خواہی کریں اور اسلامیہ اسکولوں کو صحیح معنوں میں اسلامیہ اسکول بنا دیں اور مجھ فقیر کے لئے بھی دعا کریں کہ رب تعالیٰ صحیح معنی میں مسلمان بنا دے اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

ابھی ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں ہندوستان میں مسلم لیگ نے بے مثل کامیابی حاصل کی جس کی مثال نہیں ملتی۔ یہ فتح نہ مسٹر جناح کی تھی نہ کسی اور شخص کی بلکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی فتح ہوئی کہ مسلمانوں نے لفظ مسلم کو ووٹ دیئے۔ اسی راج والے تخت والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈنکے کونین میں بج رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

دوسرا باب

سلطنتِ مصطفیٰ ﷺ پر اعتراضات وجوابات

نوٹ ضروری

اس مسئلے پر جس قدر اعتراضات کیے گئے ان سب کی وجہ یہ ہے کہ معترضین نے اس مسئلے کو سمجھا ہی نہیں۔ وہ رب کی ملکیت اور حضور کی ملکیت میں فرق نہیں کر سکتے تو چیخ اٹھے کہ اگر حضور علیہ السلام کونین کے بادشاہ ہیں تو پھر خدا کا کیا رہ گیا کہ عالم کے دو مالک ہو گئے یا پھر حضور رب سے بے پرواہ ہو گئے حالانکہ ہر بندہ رب کا حاجتمند ہے۔ اس کو پہلے باب میں بھی سمجھا چکے ہیں اور پھر بھی عرض کر دیں گے۔ اب تک مخالفین جس قدر اعتراضات کر سکے ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں اور آئندہ جو اعتراضات پیدا ہوں گے ان کے جوابات انشاء اللہ اسی کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں دیئے جائیں گے۔

اعتراضات

(۱) قُلْ لَا اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللهِ (۶-۵۰) یعنی اے محبوب تم فرما دو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے پاس کچھ بھی نہیں پھر مالک ہونے کے معنی۔

جواب: اس اعتراض کے چند جوابات ہیں۔ اول یہ کہ اس آیت میں خزانے کا

مالک ہونے کا انکار نہیں بلکہ دعوی کرنے کی نفی ہے یعنی میں لوگوں سے کہتا نہیں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں کیونکہ دعویٰ وہ کیا کرتا ہے جس میں ضبط کی طاقت نہ ہو رب نے جس طرح ان کو اتنی بڑی بادشاہت دی ہے اسی طرح ان کو ضبط کی طاقت بھی عطا فرمائی ہے جس خزانے میں زیادہ قیمتی مال ہوتا ہے اس کے دروازے پر زیادہ مضبوط قفل ہوتا ہے زبان دل کا دروازہ ہے۔

بر دہانش قفل و در دل رازہا لب خموش و دل پر از آوازہا

دوسرے یہ کہ اس آیت میں خزانوں کے پاس ہونے کا انکار ہو سکتا ہے نہ کہ مالک ہونے کا خزانہ خزانچی کے پاس ہوتا ہے مگر مالک کی زبان اور قلم پر ہوتا ہے شہنشاہ اپنے پاس روپیہ نہیں رکھتے جہاں ان کا فرمان پہنچا خزانچی نے فورا روپیہ ادا کیا۔ فرمایا یہ جا رہا ہے کہ ہم مالک ہیں خزانچی نہیں۔ ''ہماری ''ہاں اور ناں'' میں سب کچھ ہے کیا نہ پڑھ چکے کہ اشارے پر بادل برسے اور اشارے پر ہی کھل گئے۔

تیسرے یہ کہ اس آیت میں منافقوں اور کفار سے خطاب ہو رہا ہے کہ اے منافقو تم چور ہو اور ڈاکوؤں سے خزانے چھپائے جاتے ہیں یہ راز صاحب اسرار لوگوں کو بتائے جاتے ہیں اسی لئے مسلمانوں سے فرمایا: اتیت مفاتیح خزائن الارض ہم کو خزانوں کی کنجیاں دی گئیں جس کے حوالے پہلے باب میں گزر چکے۔

چوتھے یہ کہ خزائن اللہ کہتے ہیں پیدا کرنے کو یعنی معدومات کو موجود کرنا اور مخلوق کے خزانے میں پیدا کی ہوئی چیزوں کو جمع کرنا جیسے ٹکسال کہ اس میں روپیہ بنتا ہے اور خزانہ کو اس میں بنا ہوا روپیہ رہتا ہے۔ رعایا میں سے کوئی اپنی ٹکسال نہیں بنا سکتا۔ اگر سکہ بنائے گا تو مجرم ہوگا اور بنے ہوئے روپیہ کا ہر شخص خزانہ بنا سکتا ہے۔

(۱) حق تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (۱۵-۲۱) یعنی ہمارے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں مگر ان کو ہم اندازے سے دیتے ہیں۔

Marfat.com

اس آیت کا مطلب یہ نہیں کہ تمام چیزیں کسی جگہ ہیں وہاں سے نکل رہی ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ہم ہر چیز کے خلق پر قادر ہیں اور پیدا فرماتے رہتے ہیں۔ لہٰذا اس آیت میں حضور کو حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ یہ فرما دو کہ میرے خزائن الٰہیہ یعنی خلق کی قدرت نہیں یعنی میں خالق نہیں (دیکھو روح البیان یہ ہی آیت) اب رہے مخلوق کے خزانے اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ مجھے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں۔

اعتراض

(۲) قرآن فرماتا ہے: قُلْ لَا اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ (۷-۱۸۸) یعنی اے محبوب فرما دو کہ میں تو اپنی ذات کے لئے بھی نفع ونقصان کا مالک نہیں۔ مگر جو اللہ چاہے اس سے معلوم ہوا کہ حضور اپنے نفع ونقصان کے بھی مالک نہیں تو دوسروں کو کیا دیں گے!

جواب: معترض نے اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ کو نہ دیکھا آیت کا مقصود یہ ہے کہ میں بغیر رب کے چاہے ہوئے کسی نفع ونقصان کا مالک نہیں۔ ہاں اس کے چاہنے اور اس کے دینے سے مالک ہوں تو ذاتی ملکیت کا انکار ہے اور عطائی کا اقرار یہ ہی ہم کہہ رہے ہیں۔ تعجب ہے کہ معمولی تھانیدار جج تو آپ کو نقصان پہنچا سکے کہ آپ کو حوالات یا جیل میں بھیج دے اور حضور کسی نفع ونقصان کے مالک نہ ہوں۔

اعتراض

(۳) رب فرماتا ہے:

قُلْ لَوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِہٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ (۶-۵۸)

یعنی اے محبوب تم فرما دو کہ اگر میرے پاس وہ عذاب ہوتا جس کی تم جلدی کر رہے ہو تو مجھ میں تم میں کام ختم ہو چکا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کسی پر عذاب لانے پر قادر نہیں اسی لئے اپنی مجبوری ظاہر فرما رہے ہیں کہ کفار تو عذاب مانگ رہے ہیں اور حضور یہ فرما رہے ہیں۔

نیز قرآن فرماتا ہے:

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ (۶-۳۵) یعنی اے محبوب اگر ان کفار کا منہ پھیرنا تم پر شاق گزرتا ہے تو اگر تم سے ہو سکے تو زمین میں کوئی سرنگ تلاش کرلو یا آسمان میں زینہ۔ پھر ان کے لئے نشانی لے آؤ۔ اس سے بھی یہ معلوم ہوا کہ حضور کسی کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے اور نہ حضور کو عذاب لانے کا اختیار نہیں کیونکہ حضور علیہ السلام کا منشاء یہ تھا کہ سب لوگ اسلام لائیں مگر ایسا نہ ہوا بلکہ آپ کو اس خواہش سے روک دیا گیا۔ اسی طرح ابو طالب کے ایمان کی حضور نے خواہش کی مگر فرما دیا گیا۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (۲۸-۵۶) یعنی یہ نہیں ہے کہ جسے تم چاہو اس کو ہدایت کردو۔ ہاں اللہ جس کو چاہے ہدایت دے دے جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو کسی کے ہدایت دینے کا بھی اختیار نہیں یہ مخالفین کا انتہائی اعتراض ہے۔

جواب: اس اعتراض کا منشاء صرف یہ ہے کہ مخالف نے حضور کی ملکیت رب کے مقابلہ میں مستقل طور پر سمجھی ہے اور یہ ہمارا دعویٰ نہیں۔ ان آیات میں مستقل ملکیت اور قبضہ کی نفی ہے یعنی اگرچہ چیزیں مستقل طور پر میرے قبضہ میں ہوتیں تو میں لے آتا۔ مگر چونکہ رب کی مرضی نہیں کہ اے کفار ابھی تم پر عذاب آئے اس لئے فی الحال عذاب نہیں آسکتا۔ یا رب کی مرضی نہیں کہ ان کو منہ مانگے معجزات دکھائے جائیں یا کہ ابو طالب ایمان ظاہر کریں مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتے۔ اگر میں ان کاموں میں رب کا حاجتمند نہ ہوتا بلکہ خود مستقل ہوتا تو یہ کام خود کر لیتا۔ آج ہم جن چیزوں کے مالک ہیں زمین، سامان وغیرہ اس میں بغیر مرضی الٰہی کچھ نہیں کر سکتے۔ رب فرماتا ہے۔

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ تم لوگ بغیر رب کی مرضی کچھ چاہ نہیں سکتے۔

Marfat.com

اس سے یہ لازم نہیں کہ ہم اپنی کسی چیز کے مالک بھی نہیں بلکہ مالک حقیقی کے مقابل مالک مجازی کی ملکیت بے حقیقت ہے۔ اسی طرح آیت اِنَّکَ لاَ تَھْدِیْ (۲۸-۵۶) میں ارشاد ہو رہا ہے کہ اے محبوب جس کو ہم ہدایت نہ دینا چاہیں تم اس کو ہدایت نہیں دے سکتے جس کو اس سے آگے بیان فرمایا: وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۲-۲۱۳) اگر اس کا مقصد نہ ہو تو اس آیت کا مطلب ہوگا کہ اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ (۱۷-۹) کہ قرآن سیدھے راستے کی ہدایت کرتا ہے یہاں تو فرمایا کہ خدا کے سوا کوئی ہدایت نہیں کرتا اور وہاں ارشاد ہو رہا ہے کہ قرآن ہدایت کرتا ہے۔ رب فرماتا ہے: وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۴۲-۵۲) اے محبوب یقیناً آپ سیدھے راستے کی ہدایت فرماتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ مستقل طور پر کوئی ہدایت نہیں کرتا اور رب کی عطا سے قرآن بھی ہدایت دیتا ہے اور صاحب قرآن بھی فان استطعت کی آیت میں بھی یہ فرمایا جا رہا ہے کہ اے نبی یہ کام بغیر ہماری مرضی کے آپ نہیں کر سکتے آج میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ بادشاہ کسی کو اس کی موت کے بغیر پھانسی نہیں دے سکتا یا بغیر مرضی الٰہی کسی کو نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ یہ بالکل صحیح ہے حالانکہ بادشاہ کو پھانسی دینے' نفع و نقصان پہنچانے کا مختار بنایا گیا ہے ورنہ وہ بادشاہ کیسا اور رعایا اور بادشاہ میں کیا فرق۔ یہ ہی یہاں بیان ہو رہا ہے بلاتشبیہ جیسے بادشاہ رب کا حاجت مند اور رعایا کا حاجت روا ہے ایسے ہی سمجھ لو کہ اللہ کے محبوب خالق کے حاجت مند اور مخلوق کے حاجت روا اور مولیٰ کے بندے اور بندوں کے مولیٰ ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ضروری ہدایات

اس کا خیال چاہیے کہ سوال کرتے وقت ادب کا لحاظ رہے۔ بے دھڑک منہ سے لفظ نکال دینا محرومی کی علامت ہے۔ حق تعالیٰ ان کا رب ہے اور وہ اس کے بندے وہ جس طرح چاہے اپنے پیاروں کو یاد فرمائے اور ان کو نوازے اور یہ حضرات جس

Marfat.com

طرح چاہیں اپنے رب سے اپنی نیازمندی کا اظہار کریں۔ ہم کمینوں غلاموں کو کیا حق ہے کہ ان بارگاہوں میں جرات کریں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از لطف رب

اعتراض (۴) قرآن کریم فرماتا ہے:

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (۹-۸۰) اے محبوب تم ان کے لئے دعائے مغفرت کرو یا نہ کرو اگر تم ستر بار ان کی معافی چاہو تو اللہ ہرگز ان کو نہ بخشے گا۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ منافقوں کے لئے اگر حضور دعا بھی کریں تب بھی رب تعالیٰ قبول نہ فرمائے گا۔ پھر ملکیت اور محبوبیت کی وہ شان کہاں رہی جو تم بیان کرتے ہو۔

جواب: یہ آیت تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ شان بیان کر رہی ہے۔ اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو حضور کے غلاموں کو طعنے دے کر آقا کے دل کو ایذا پہنچاتے تھے چنانچہ اس سے پہلے یہ آیت ہے: اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ (۹-۷۹) یعنی جو لوگ صدقے کرنے والے لوگوں کو عیب لگاتے ہیں۔ الخ معلوم ہوا کہ وہ لوگ بارگاہ نبوت کے مجرم ہیں ان کے بارے میں فرمایا گیا کہ اے محبوب انہوں نے آپ کو ایذا دی ہے اس لئے ہم ان کے قصور معاف فرمائیں گے۔ معلوم ہوا کہ جو مصطفیٰ علیہ السلام کی بارگاہ کا مجرم ہو جائے اس کی کہیں اپیل ہی نہیں اور اس کو کہیں بھی پناہ نہیں ملتی۔ یہ ہی اس آیت کے معنی بتائے جا رہے ہیں۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (۹-۸۰) یہ اس لئے ہے کہ وہ اللہ و رسول کے منکر ہو گئے۔

لطیفہ: محبوب کا حسن بے اختیار ہوتا ہے اور چاہنے والے کی محبت کا تقاضا یہ ہوتا

Marfat.com

ہے کہ اپنے محبوب کے مجرم کو کبھی نہ معاف کرے۔ حضور علیہ السلام رحمۃ للعالمین ہیں۔ آپ کی رحمت بے اختیاری ہے کوئی کیسی ہی خطا کرے مگر کرم فرمانے میں تامل نہیں۔ رب کی محبت یہ ہے کہ ان مجرموں کو کبھی نہ بخشے کیونکہ وہ محبوب کے مجرم ہیں اور ان لوگوں کو نہ بخشنے میں حضور کی عزت افزائی ہے۔

خدا جس کو پکڑے چھڑا لے محمد محمد جو پکڑے نہیں چھوٹ سکتا

یعنی جو اللہ کی پکڑ میں آ گیا حضور علیہ السلام اس کی شفاعت فرما کر رب سے معافی دلا دیں مگر جو شفیع المذنبین کی پکڑ میں آ گیا اس کے لئے اب کون سفارش کرے اسلئے صوفیائے کرام فرماتے ہیں:

باخدا دیوانہ باش بامحمد ہوشیار

یعنی خدا کی بارگاہ میں دیوانہ بن کر آ سکتے ہیں مگر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ذرا ہوش سنبھال کر آنا۔ یہاں اونچی آواز کرنے پر اعمال ضبط ہو جاتے ہیں یعنی بزرگان دین جذبہ میں اناالحق کہہ گئے مگر کسی نے آج تک انامحمد نہ کہا۔

اونچے اونچے یہاں جھکتے ہیں سارے انہیں کا منہ تکتے ہیں
جن و ملک ان کے سلامی فخر ہے سب کو ان کی غلامی

اعتراض

(۵) رب تعالیٰ فرماتا ہے: لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْھِمْ اَوْ یُعَذِّبَھُمْ فَاِنَّھُمْ ظٰلِمُوْنَ (۳-۱۲۸) یعنی اے محبوب یہ بات تمہارے ہاتھ میں نہیں یا تو اللہ انہیں توبہ کی توفیق دے یا ان پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں۔

دیکھو حضور علیہ السلام نے بیر معونہ کے کفار پر دعائے عذاب فرمائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دعا سے روک دیا گیا اگر وہ مالک ہیں یا ان کی ہر بات بارگاہ الٰہی میں قبول ہوتی ہے تو آیت کے کیا معنی ہوں گے۔

جواب: یہ آیت تو حضور علیہ السلام کی شان بتا رہی ہے۔ عادت الٰہیہ یہ ہے اگر اسکا

Marfat.com

کوئی پیارا بندہ کسی ایسی بات میں دعا کرنا چاہیے جس کے خلاف ارادہ الٰہی ہو چکا ہے تو ان کو دعا سے روک دیا جاتا ہے جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اے محبوب یہ بات ہمارے ارادے کے خلاف ہے اور ارادہ الٰہیہ کے خلاف ہونا ممکن نہیں اور یہ بھی ہم نہیں چاہتے کہ تمہاری بات خالی جائے لہٰذا آپ اس معاملے میں دعا ہی نہ کریں۔ اس میں ان انبیائے کرام کی عزت افزائی ہے آج ہم ہزاروں دعائیں کرتے رہتے ہیں کچھ بھی نہیں ہوتا مگر ان سے ایسی دعائیں کرائی ہی نہیں جاتیں جو نہ ہو سکیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چاہا کہ قوم لوط کے واسطے دعا فرمائیں۔ تو حکم ہوا۔

يَآاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ (١١-٧٦)

اے ابراہیم اس دعا سے بچو کیونکہ اب اس قوم پر عذاب آنے ہی والا ہے اس طرح حضور علیہ السلام کو اس دعا سے روکا گیا اور اس روکنے میں حضور کی عزت افزائی ہوئی۔

اعتراض

قرآن کریم فرماتا ہے اے محبوب فرمادو اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ (٦-٥٠) میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام اپنی طرف سے کچھ نہ کہہ سکتے تھے بلکہ صرف وحی سے حکم دیتے تھے اور تم کہتے ہو کہ حضور علیہ السلام مالک احکام تھے اب وہ مالک احکام کہاں ہوئے بلکہ ہماری طرح بندہ مجبور (معاذ اللہ)

جواب: یہ آیت پوری نہ پڑھی پوری آیت یہ ہے: قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ (١٠-١٥) یعنی اے محبوب فرمادو کہ مجھے یہ حق نہیں کہ میں اپنی طرف سے قرآن کو بدل دوں میں نہیں پیروی کرتا مگر وحی الٰہی کی۔

Marfat.com

واقعہ یہ تھا کہ عاص ابن وائل نے ایک دفعہ عرض کیا کہ آپ اس سے قرآن کو بدل دیجئے یا کوئی اور دوسرا قرآن لایئے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے اس کو یہ جواب دلوایا گیا کہ اے محبوب فرما دو کہ میں یہ کچھ نہیں کر سکتا میں تو صرف وحی کی اتباع کرتا ہوں یعنی جو رب کی طرف سے آتی ہے وہی پہنچا دیتا ہوں اس میں اپنی طرف سے کمی نہیں کر سکتا جیسے کہ علمائے یہود نے کی تھی تو اس جگہ اتباع سے مراد ہے قرآن کا بے کمی وبیشی اظہار یعنی جو آئے اسی کا بتا دینا اور مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِيْ میں اس طرف نہایت باریک اشارہ ہے کہ قرآن اپنی رائے سے نہیں بدل سکتا۔ ہاں رب تعالیٰ سے عرض کر کے بدلوا سکتا اور ایسا بہت مرتبہ ہوا ہے کہ قرآنی آیات حضور کی مرضی کے مطابق نازل ہوئیں یا بدلی گئیں یعنی منسوخ ہوئیں جس کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں۔

اول بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ تھا۔ مگر محبوب علیہ السلام کی خوشی یہ تھی کہ بیت المقدس کی بجائے کعبہ معظمہ قبلہ ہو جائے۔ ایک دن بار بار آسمان کی طرف سر نیاز اٹھا کر نگاہ ناز فرما رہے تھے یعنی یہ انتظار تھا کہ قبلہ کی تبدیلی کا حکم آ جائے۔ رب تعالیٰ نے اس محبوبانہ ادا کو نہایت پسند فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا (۲-۱۴۴)

اے محبوب ہم آپ کے آسمان کی طرف منہ اٹھانے کو دیکھ رہے ہیں۔ اچھا اب تم کو اسی قبلہ کی طرف پھیرتے ہیں جس کو آپ چاہتے ہیں (ف) اس سے معلوم ہوا کہ چونکہ آپ کی خوشی یہ ہے لہٰذا ہم بھی اسی کو قبلہ بناتے ہیں جس کو محبوب تم چاہو۔ دیکھو یہ نسخ حضور علیہ السلام کی رضا جوئی کے لئے ہوا۔

تفسیر روح المعانی میں آیت وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا کی تفسیر میں ہے کہ ہر قوم بلکہ ہر چیز کا علیحدہ قبلہ ہے جدھر اس کی توجہ ہے فرشتوں کا قبلہ بیت المعمور ہے دعا کا قبلہ آسمان، ارواح کا قبلہ سدرۃ المنتہیٰ اور حضور کا قبلہ جسم کعبہ معظمہ اور قبلہ روح رب

تعالیٰ ہے اور خود رب کا قبلہ اس کے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ ہر وقت رب تعالیٰ کی ان پر نظر کرم ہے۔ مثنوی میں ہے۔

قبلہ شاہان بود تاج و گہر　　قبلہ ارباب دنیا سیم و زر
قبلہ صورت پرستان آب و گل　　قبلہ معنی شناساں جان و دل
قبلہ عاشق وصال بے زوال　　قبلہ عارف جمال ذوالجلال

غرضیکہ قبلہ کی تبدیلی حضور علیہ السلام کی خاطر ہوئی۔

اسی طرح اول یہ آیت اتری:

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ (۲-۲۸۴) یعنی اگر تم اپنے دل کی بات ظاہر نہ کرو یا کرو۔ بہر حال حق تعالیٰ حساب لے گا۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ دل کے خیالات کا بھی حساب ہوگا مگر محبوب کی مرضی یہ تھی کہ دل کا رب تعالیٰ حساب نہ لے کیونکہ یہ طاقت کے باہر ہیں۔ لہٰذا حکم آیا لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (۲-۲۸۶) رب تعالیٰ کسی کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دے گا۔ جس سے معلوم ہوا کہ دل کے برے خیالات جو بے اختیار دل میں آ جائیں معاف ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع پر دعا فرمائی کہ حاجی کے سارے گناہ معاف فرما دے۔ حکم الٰہی آیا کہ حقوق العباد کے سوا سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ مزدلفہ میں بھی دعا فرمائی کہ خداوند حاجی سے بندوں کے حق بھی معاف فرما دے۔ حکم ہوا کہ وہ بھی معاف فرما دیئے گئے۔ دیکھو مشکوٰۃ کتاب الحج باب الوقوف بعرفہ اس قسم کی بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں۔ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ

دوسرا جواب یہ ہے کہ اس میں فرمایا گیا ہے کہ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ اور جو حضور علیہ السلام فرماتے ہیں وہ بھی وحی ہے اس لئے حدیث متواتر سے قرآن کا منسوخ ہونا جائز اور بہت جگہ حضور نے بعض حضرات کو قرآنی احکام سے علیحدہ فرما دیا جس کے حوالے گزر چکے ہیں۔ اگر اس پیش کردہ آیت کے یہ معنی ہوں کہ میں صرف

Marfat.com

قرآن کی پیروی کرتا ہوں تو حدیث کا بھی انکار ہو جائے گا۔

اعتراض

(۷)حضور علیہ السلام نے بدر کے قیدیوں کو فدیہ (مال) لے کر چھوڑ دیا اس پر عتاب الٰہی آیا اور رب تعالیٰ نے ناراضی کا اظہار فرمایا اگر حضور مالک احکام ہوتے تو آپ کو اختیار ہوتا کہ جو چاہیں وہ کریں ان کے کسی مبارک فعل پر عتاب کیوں آتا۔

جواب: اس واقعہ سے تو حضور کی ملکیت ثابت ہوتی ہے اولاً تو اس لئے کہ اگر آپ بندہ مجبور تھے تو یہ جرات ہی کیوں فرمائی کہ بغیر وحی آئے قیدیوں سے فدیہ لے لیا اور ان کو چھوڑ بھی دیا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سے عادت کریمہ تھی کہ اپنی مرضی پاک سے احکام جاری فرما دیا کرتے تھے۔ تب ہی تو آج اس پر عمل کیا دوسرے اس لئے کہ اگر حضور علیہ السلام مالک احکام نہ تھے تو یہ فیصلہ غلط ہوتا اور جو روپیہ کے فدیہ کا آیا تھا تو کفار مکہ کو واپس ہوتا یا دریا میں غرق کرا دیا جاتا کیونکہ جو روپیہ ناجائز سے آئے اسکو کام میں لانا جائز نہیں نیز آئندہ کے لئے منع فرما دیا جاتا کہ اب کبھی فدیہ نہ لیا کرنا مگر ایسا نہ ہوا بلکہ وہ روپیہ مسلمانوں کے لئے حلال رہا کہ فرمایا گیا: فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا (۸-۶۹) اے مسلمانوں! جو غنیمت تم نے لے لی ہے وہ کھاؤ حلال اور پاکیزہ اور لطف یہ ہے کہ اس آیت پیش کردہ کے نزول کے بعد بھی حضرت عباس اور حضرت ابو العاص زوج زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فدیہ لیا گیا اور آئندہ کیلئے یہ قاعدہ بن گیا کہ مسلمان اگر چاہیں تو کافر قیدیوں سے فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیا کریں۔ کہ فرمایا گیا فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً یا قیدیوں کو احسان کر کے چھوڑ دیا ان سے فدیہ لے لو اگرچہ احناف کے نزدیک یہ حکم بھی منسوخ ہو گیا مگر اس وقت تو یہ قاعدہ بن گیا۔ عجب معاملہ ہے کہ بقول مخالفین فدیہ لینے پر عتاب بھی آ رہا ہے اور فدیہ کھانا جائز بھی ہے اور آئندہ کے لئے یہ حکم باقی بھی رکھا جا رہا ہے۔

تیسرے اس لئے کہ رب تعالیٰ اگر اس فدیہ لینے سے ناراض تھا تو فدیہ لینے ہی

Marfat.com

کیوں دیا اول ہی سے یہ آیت نازل فرما کر مسلمانوں کو اس سے کیوں نہ روک دیا۔

اب اپنی بات کا جواب سنو! معاملہ یہ ہے کہ ماتحت کا عملدرآمد حاکم اعلیٰ کے حکم سے رک بھی سکتا ہے اور بدل بھی سکتا ہے اور اس پر عتاب بھی آ سکتا ہے یہ باتیں مالک ہونے کے خلاف نہیں۔ دیکھو میں اپنا ذاتی مکان فروخت کرتا ہوں مگر بعض وقت حکومت اس بیع کو روک دیتی ہے اور کبھی بیچے ہوئے مکان کو واپس کرا دیتی ہے اور بیع کو ناجائز قرار دیتی ہے اور اگر بغیر رجسٹری کے مکان بیچ دوں تو مجھ پر عتاب بھی کرتی ہے سزا بھی دیتی ہے اور جنگ کے زمانے میں جس رعایا کا مکان چاہتی ہے اپنے قبضے مین حاصل کر لیتی ہے اور اپنے کام میں لاتی ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں اپنے مکان کا مالک نہیں بلکہ وجہ یہ ہے کہ میری ملکیت سے بڑھ کر بادشاہ کی ملکیت ہے اس لئے یہ معاملہ ہو رہا ہے یہاں بھی حضور کا یہ حاکم عالی رب تعالیٰ کی رجسٹری کے بغیر ہو گیا تو فیصلہ قائم رکھا گیا۔ مگر رجسٹری نہ کرانے پر توجہ دلائی گئی کہا اے محبوب اتنا بڑا کام فیصلہ کئے بغیر نہ ہونا چاہیے تھا غرضیکہ یہ آیت حضور علیہ السلام کی ملکیت کی دلیل ہے۔

اعتراض

(۸) جب کفار نے حضور علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ آپ سونے کا پہاڑ عمدہ میوے کا باغ اور پانی کی لہریں ظاہر کیجئے تو جواب دیا گیا کہ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا میں تو بشر رسول ہوں یعنی اپنی عاجزی کا اظہار کیا گیا اگر حضور مالک ہوتے تو ان چیزوں کو ظاہر [illegible] اپنے عجز کا اظہار کیوں فرماتے؟

جواب

ان سوالات سے کفار کا مقصد یہ تھا کہ یارسول اللہ اگر آپ یہ کام کر کے دکھا دیں تو ہم آپ کو نبی مان لیں ورنہ نہیں۔ یعنی نبوت کو ان باتوں پر موقوف رکھا اس جواب میں ان کے اس قاعدے کی غلطی بیان فرمائی گئی۔ یعنی نبوت ان چیزوں پر موقوف

Marfat.com

نہیں کہ جو یہ کام کر دکھا دے وہ تو نبی ہو اور جو سونے کا پہاڑ نہ بنا دے وہ نبی نہ ہو بلکہ نبوت انسانی صفات میں سے ایک صفت ہے میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے نہ کہ خدائی کا ہم حضور علیہ السلام کی کونین میں بادشاہت صرف نبوت کی وجہ سے نہیں مانتے بلکہ ان دلیلوں کی وجہ سے مانتے ہیں جو پہلے باب میں بیان ہوئیں۔

اچھا یہ بتاؤ کہ اس جگہ تو فرما دیا کہ بشر رسول ہوں اور بہت سے موقعوں پر لوگوں نے بڑے بڑے معجزے طلب کئے اور بے تکلف دکھا دیئے گئے چاند' پہاڑ' دریا' ڈوبے ہوئے سورج کو واپس بلا لیا۔ مردوں کو زندہ کیا گیا تو اگر حضور علیہ السلام بندہ مجبور ہیں تو وہاں یہ قدرت خداداد کیوں دکھا دی؟ وجہ یہ ہے کہ جنہوں نے ان قدرتوں کو نبوت کا معیار مان کر معجزہ مانگا ان کو منع کر دیا گیا اور جن لوگوں نے خداداد سلطنت کا نظارہ کرنا چاہا ان کو دکھایا گیا بلکہ حدیث صحیح میں ارشاد ہوا کہ اگر ہم چاہیں تو پہاڑ سونے کے ہو کر ہمارے ساتھ چلیں۔ معلوم ہوا کہ اس پر قادر ہیں مگر اسکا اظہار نہیں فرماتے۔

بتاؤ موجودہ بادشاہ سونے کا پہاڑ دودھ کی نہریں بنا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ پھر وہ بادشاہ مختار بھی ہیں کہ نہیں بے شک ہیں۔ اگر حضور علیہ السلام کو سونے کا پہاڑ بنانے پر قدرت نہ ہو تو اس سے آپ کی ملکیت اور سلطنت اور خداداد اختیارات میں کیا فرق آیا۔ خلق اور چیز ہے اور ملک کچھ اور عجیب عقل ہے کہ ملک کی نفی میں نفی خلق سے استدلال لاتے ہو۔

اعتراض

(۹) حضور نے اپنی اول تبلیغ میں فرمایا کہ اے فاطمہ بنت رسول اللہ تم جو چاہو میرا مال مانگ لو وَلَا اُغْنِیْ عَنْکَ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا میں تم سے خدا کے غضب کو مٹا نہیں سکتا۔ جب حضور علیہ السلام اپنی لخت جگر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مصیبت دفع نہیں کر سکتے تو ہم سے کس طرح دفع کر سکتے ہیں پھر ملکیت کہاں رہی۔

جواب: اس روایت میں مستقل ذاتی ملکیت کا انکار ہے یعنی اے فاطمہ اگر تم نے ایمان قبول نہ کیا اور رب کا ارادہ ہو گیا کہ تم پر عتاب آ جائے تو میں رب کے مقابلے میں تم سے کسی مصیبت کو دفع نہیں کر سکتا اور اس سے مقصود دوسروں کو سنانا ہے اس لئے مِنَ اللهِ فرمایا گیا اور یہ کسی کا عقیدہ نہیں کہ کوئی رب کا بندہ رب سے مقابلہ کر سکتا ہے۔ معاذ اللہ جو کوئی جو کچھ بھی کرتا ہے وہ رب کی دی ہوئی قدرت اور اسی کے ارادے سے کرتا ہے۔

ان تمام اعتراضوں کی بناء اس پر ہے کہ معترض نے سلطنت مصطفیٰ علیہ السلام کے معنی نہیں سمجھے اور ذاتی وعطائی مستقل اور غیر مستقل میں فرق نہیں کیا۔

شامی جلد اول بحث غسل میت میں ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بغیر رب کے مالک کئے ہوئے میں تم سے مصیبت دور نہیں کر سکتا۔ حضور علیہ السلام تو اجنبی لوگوں کو شفاعت سے نفع پہنچائیں گے پھر اپنے اہل قرابت مومنین کو کیوں محروم چھوڑیں گے۔

حدیث پاک میں ہے کہ كُلُّ نَسَبٍ وَسَبَبٍ يَنْقَطِعُ بِالْمَوْتِ اِلَّا نَسَبِيْ وَسَبَبِيْ یعنی موت سے تمام رشتے اور سلسلے ٹوٹ جاتے ہیں۔ سوائے ہمارے رشتے اور سلسلے کے اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلثوم بنت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تاکہ حضور علیہ السلام سے ان کا سسرالی رشتہ قائم ہو جائے اور یہ آیت کہ یعنی جب صور پھونکا جائے گا لوگوں کے نسب ٹوٹ جائیں گے اس آیت کے حکم سے حضور علیہ السلام کا نسب علیحدہ ہے۔ انتہی شامی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ فاطمہ زہرا کی بڑی ذات ہے سادات کرام کو ہی نسب کام آئے گا بشرطیکہ مومن ہوں۔

مشکوٰۃ فضائل الصحابہ میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے صحابی کا کچھ تھوڑے جو خیرات کرنا اوروں کے پہاڑ برابر سونا خیرات کرنے سے بہتر

Marfat.com

ہے حضور علیہ السلام کی صحبت پاک کے یہ درجے ہیں تو جو لخت جگر اور نور نظر ہوں رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کے مدارج تو رب ہی جانے۔

خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر
ان کی اس پاک نیت پہ لاکھوں سلام

اعتراض

(۱۰) احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت دفعہ حضور علیہ السلام پر مسائل پیش ہوئے تو خود فیصلہ نہ فرمایا بلکہ وحی کا انتظار فرمایا جیسے کہ قبلہ بدلنے کا حکم جس کا واقعہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لوگوں نے تہمت لگائی تو خود کوئی فیصلہ نہ فرمایا بلکہ وحی کا انتظار فرمایا اگر حضور خود مالک احکام ہوتے تو ہر بات کا خود ہی فیصلہ فرما دیا کرتے۔

مصطفیٰ ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے جبرائیل
جبرائیل ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے کردگار

جواب: ان جیسے واقعات میں کچھ حکمتوں کی وجہ سے حضور نے اپنی ملکیت سے کام نہ لیا براہ راست رب سے فیصلہ کرایا۔ اس میں بہت راز ہوتے تھے کبھی تو یہ کہ مخالف لوگ ہم پر اعتراض نہ کریں کبھی یہ کہ اس سے اس مسئلہ کی اہمیت معلوم ہو کبھی اپنی زندگی کا اظہار مثلاً عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لوگوں نے تہمت لگائی اگر خود ہی فیصلہ فرما دیا جاتا تو منافقین تو کہتے کہ اپنی بیوی پاک کی طرف داری فرمائی اور حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وہ عظمت حاصل نہ ہوتی کہ قرآن نے ان کی پاک دامنی اور عظمت کے خطبے پڑھے اب قیامت تک ہر نمازی ہر حافظ ہر تلاوت کرنے والا ان کی عفت کے گیت گاتا رہے گا۔ اسی طرح اگر خود اپنے حکم سے قبلہ بدل دیا جاتا تو مخالفین اور منافقین کا آپ پر اعتراض ہوتا کہ انبیاء کے قبلے کو بدل دیا اس لئے رب نے خود قبلہ کو بدل کر تمام ذمہ اپنے کرم پر لے لیا اور فرمایا: فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً

Marfat.com

تَــرْضٰـهَـا (۲-۱۴۴) اے پیارے ہم آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیرتے ہیں جس سے آپ خوش ہوں بولو ہم پر کسی کو کیا اعتراض ہے حضرت زید کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا سے حضور علیہ السلام نے نکاح کیا لوگوں نے اعتراض کیا۔ رب نے ارشاد فرمایا: فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا (۳۳-۳۷) یعنی ہم نے اپنے محبوب کا نکاح زینب سے کر دیا جس کو اعتراض کرنا ہو وہ مجھ پر کرے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ سب کے نکاح ان کے ماں باپ کرتے ہیں لیکن میرا نکاح میرے رب نے کرایا۔ سب کے نکاح فقط فرش پر ہوتے ہیں میرا نکاح عرش پر بھی ہوا۔
ان واقعات سے تو حضور کی ملکیت کے ساتھ ان کی محبوبیت کا پتہ لگ گیا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

دیکھو ہم لوگ اپنی معمولی چیزیں خود فروخت کرتے ہیں نہ گواہ کی ضرورت ہوتی ہے نہ رجسٹری کی لیکن بڑی اہم چیزوں کو جیسے باغ' مکان' زمین وغیرہ بغیر رجسٹری گواہ نہیں فروخت کرتے ہم دونوں چیزوں کے مالک تو ہیں مگر جن چیزوں میں جھگڑے پھیلنے کا اندیشہ ہوتا ہے اس میں گورنمنٹ کو ذمہ دار بنا لیتے ہیں رب تعالیٰ نے بھی بعض بڑے اہم مسائل کی ذمہ داری خود لی اور ہزارہا احکام میں حضور علیہ السلام نے خود حکم دیئے۔

نکتہ

ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا آج ہم نے شیطان کو پکڑ لیا تھا اور اگر اسے ستون سے باندھ دیتے تو مدینے کے بچے اس سے کھیلتے مگر حضرت سلیمان کی یاد آ گئی کہ انہوں نے عرض کیا۔ رَبِّ هَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ اے رب تو مجھے ایسی حکومت عطا فرما کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو لہٰذا اس کو چھوڑ دیا۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی سلطنت تمام جن وانس' ہوا وغیرہ

Marfat.com

سارے عالم پر ہے مگر اس کا اظہار نہیں فرمایا گیا کیونکہ یہ سلطنت حضرت سلیمان کا خاص معجزہ بن چکی تھی ۔ وہ خصوصیت دوسری جگہ ظاہر نہ ہونا چاہیے۔

اعتراض

(۱۱) اگر حضور علیہ السلام تمام عالم کے مالک ہیں تو خود عیش آرام کی زندگی کیوں نہ گزاردی تکلیف میں کیوں گزر فرمائی؟

جواب: اپنی ملکیت کو اپنی ذات کریمہ پر استعمال نہ فرمایا۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ مالک نہیں روزے کی حالت میں ہم لوگ دن بھر اپنی روٹی اپنا پانی استعمال نہیں کرتے اس لئے نہیں کہ ہم ان چیزوں کے دن میں مالک نہیں بلکہ اس لئے کہ اس وقت کھانا پینا رضائے الٰہی کے خلاف ہے۔ حضور نے بھی اس جہاں میں ان چیزوں کو اپنی ذات پر استعمال نہ کیا اس جہاں میں ہر چیز حضور ہی پر قربان ہو گئی ان کے صدقے سے ان کے غلاموں کو بھی ملے گی کیونکہ آپ کی زندگی پاک تمام دنیا کے لئے نمونہ اور دستور العمل ہے اور دنیا میں فقیر بھی ہوں گے اور مالدار بھی۔ اگر زندگی عیش میں گزاری جاتی تو فقرا کے لئے نمونہ قائم نہ ہوتا لہٰذا کبھی تو مال قبول فرمایا اور اس وقت رب کا شکر اور صدقات و خیرات فرما کر مالداروں کے لئے نمونہ قائم فرمایا کہ اگر تم کو خدا مال دے تو اس طرح اس کی راہ میں خرچ کرو اور کبھی مال قبول نہ فرمایا اور صبر کا نمونہ پیش فرمادیا کہ فقراء اس کو دیکھ کر اس طرح صبر کریں۔

سبحان اللہ! ایک جنگ میں شکم پاک پر پتھر بندھے ہیں۔ اسی حالت میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعوت کر دی تو چار سیر جو کے آٹے سے صدہا آدمیوں کو سیر کر دیا جیسا کہ پہلے باب میں آپ پڑھ چکے غرض کہ یہ زندگی پاک مجبوری کی وجہ سے نہ تھی بلکہ حق یہ ہے۔

مالک کونین ہیں پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

Marfat.com

بخیل وہ جو نہ کھائے نہ کھلائے سخی وہ جو خود بھی کھائے دوسروں کو بھی کھلائے مگر جواد وہ ہے جو خود نہ کھائے اوروں کو کھلائے اسی لئے رب کو سخی نہیں کہتے۔ جواد کہتے ہیں کہ هُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ وہ کھانا کھلاتا ہے خود نہیں کھاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صفت جواد کا مظہر ہیں کہ کھاتے نہیں کھلاتے ہیں۔ (تفسیر روح البیان) اور جو کچھ کھاتے بھی ہیں وہ بھی امت کی تعلیم کے لئے ورنہ انہیں کھانے کی بالکل حاجت نہیں۔ کھانا ان کا محتاج ہے۔ وہ رب کے سوا کسی چیز کے حاجت مند نہیں خود فرماتے ہیں:

أَيُّكُمْ مِثْلِي يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيْنِي O تم میں ہم جیسا کون ہے ہمیں رب تعالیٰ غیبی رزق کھلاتا اور پلاتا ہے جب کبھی بھوک کی تکلیف ظاہر ہوتی ہے تو وقت بشریت کے ظہور کا ہوتا ہے اور روزہ کے وصال میں نورانیت جلوہ گر ہے۔ خیبر میں زہر نے اثر نہ کیا بوقت وصال شریف زہر کا اثر ہوا۔ موت کا وقت بشریت کے ظہور کا وقت ہے کہ موت بشریت پر طاری ہوتی ہے۔ یہ نہایت باریک کلام ہے اس کی تفصیل مرقاۃ شرح مشکوٰۃ یا روح البیان یا لمعات میں دیکھو۔ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

Marfat.com

خاتمہ

اس کتاب کی تصنیف کے دوران میں میرے محترم دوست سیٹھ عبدالغنی صاحب تاجر نے مجھ سے فرمایا کہ وفادار رعایا کو شوق ہوتا ہے کہ اپنے شہنشاہ کا دیدار کریں اور یہ ہمارا نصیب نہ تھا کہ زمانہ پاک میں پیدا ہوتے اوران ناچیز آنکھوں سے وہ جمال جہاں آرا دیکھتے اور دل کی حسرتیں نکالتے۔

ہوتے صدقے کبھی ناقہ کے کبھی محمل کے　　ساربان کے کبھی ہاتھوں کی بلائیں لیتے
دشت طیبہ میں ترے ناقہ کے پیچھے پیچھے　　دھجیاں جیب وگریباں کی اڑاتے جاتے

اب جب کہ ہم ناچیز تیرہ سو برس کے بعد پیدا ہوئے تو کم ازکم آپ حضور کا حلیہ شریف ہی بتائیں جس کو دیکھ کر تسلی ہو مجھے ان کا یہ جذبہ بہت پسند آیا اور ارادہ کرلیا کہ اب اس کتاب کو حلیہ شریف کے ذکر پر ختم کروں اور مسلمانوں سے گزارش ہے کہ اس حلیہ شریف کو اپنے خیال میں لیں یہاں تک کہ یہ حال ہو جائے۔

دل کے آئینہ میں ہے تصویرِ یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اور یقین سے جانیں کہ وہی گھر آباد ہوتا ہے جس میں گھر والا ہو اور جو مالک سے خالی ہے وہ ویران ہے۔ اسی طرح وہ دل آباد ہے جس میں ان کا دھیان ہے ورنہ برابد

آباد وہی دل ہے جس میں تمہاری یاد ہے
جو یاد سے غافل ہو ویران ہے برباد ہے

صحابہ کرام رضی اللہ علیہم الی یوم القیام بعض موقعوں پر یہ حدیث بیان فرماتے

ہوئے جوش میں فرمادیتے تھے: كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمُ گویا میں اس وقت حضور کو دیکھ رہا ہوں معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تصویر میں رہتے تھے۔

اور خیالِ یار کا امتحان قبر میں بھی ہوگا کہ نکیرین پوچھیں گے کہ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ حَقِّ هٰذَا الرَّجُلِ تم ان محبوب کی بارے میں کیا کہتے تھے؟ لطف تو جب ہے کہ خلوت میں وہ جلوہ کا مزہ دے اور یہ ہو کہ

دل میں ہو یاد تیری گوشہ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو

(حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

اور جلوت میں خلوت کا لطف آئے اور یہ صادق ہو

سارا عالم ہو مگر دیدہ دل دیکھے تمہیں
انجمن گرم ہو اور لذت تنہائی ہو

(صدرالافاضل علیہ الرحمۃ)

لو اب باادب اپنے محبوب علیہ السلام کا حلیہ پاک سنو اور اپنے ایمان کو تازہ کرو

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ — ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو کہتا ہے کہ ایمان ہیں یہ — ایمان یہ کہتا ہے کہ مری جان ہیں یہ

امام ابوعیسیٰ ترمذی نے ترمذی شریف کے آخر میں ایک رسالہ لگایا جس کا نام ہے شمائل شریف اس رسالہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جمیلہ کا ذکر ہے۔ ہم اس سے یہ حلیہ شریف نقل کرتے ہیں۔

Marfat.com

حلیہ شریف

اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک یہ ہے

قد شریف درمیانہ یعنی نہ بہت دراز نہ بہت مختصر۔ جسم پاک کا رنگ مبارک سفید مائل سرخی جیسے گلاب کا پھول' نہ تو خالص چٹا نہ گندمی' بال باریک تیز سیاہ جیسے کہ وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰی کچھ گھونگروالے خمدار' نہ بالکل سیدھے نہ بالکل لچھے دار' مبارک گیسو اکثر تا بگوش اور کبھی تا بدوش یعنی کان کی لو تک اور کبھی کندھوں تک سر مبارک بڑا اور بہت خوبصورت' چوڑی پیشانی باریک اور لمبی بھویں (پروٹے) ان بھوؤں کے درمیان باریک سی رگ جو کبھی چمکتی تھی' آنکھیں بڑی بڑی' پلک لمبی' آنکھ کی سفیدی بہت تیز اور پتلیاں خوب سیاہ جن کا سرمہ مَا زَاغَ الۡبَصَرُ وَمَا طَغٰی یعنی رب کو دیکھ کر نہ جھپکیں' باریک اور لمبی ناک شریف رخسار مبارک کا رنگ چمکدار نہ ابھرے ہوئے اور نہ دبے ہوئے بلکہ درمیانی' چوڑا منہ' پتلے پتلے ہونٹ جیسے گلاب کی پتی' چمک دار سفید اور چھوٹے چھوٹے دانت جیسے سچے موتیوں کی لڑیاں اور ان کے درمیان میں معمولی سی کھڑکیاں' گھنی داڑھی جس کا رنگ سیاہ درمیانی ریش بچی مبارک چاندی کی طرح صاف اور سفید گردن شریف دو کندھوں کے درمیان مہر نبوت' گردن کے پیچھے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ یہ کبوتر کے انڈے کے برابر تھی۔ کچھ ابھرا ہوا گوشت تھا جس پر بال تھے اور پڑھنے میں آتا تھا محمد اسی مہر نبوت کو دیکھ کر حضرت سلمان فارسی وغیرہ ایمان لائے۔ خوب چوڑا سینہ رحمت کا گنجینہ۔ گلے شریف سے ناف تک بالوں کی باریک سی ڈور' شکم مبارک سینے کے برابر نہ اُبھرا ہوا نہ دبا ہوا اسکے ماسوا بھرے ہوئے بازو جن پر کچھ بال کسی قدر لمبی کلائیاں چوڑی اور بھری ہوئی ہتھیلیاں' کندھے اور کلائیوں پر بال انگلیاں مبارک پتلی اور لمبی پنڈلیاں بھری

ہوئی جن پر رو نگٹے' ایڑیاں پتلی اور قدم بھرے ہوئے کہ زمین پر پورے جم جائیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ چاندنی رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرخ حلہ زیب تن فرمائے تشریف فرما تھے میں کبھی آسمان کے چاند کو دیکھتا تھا اور کبھی اپنے مدینے کے چاند کو (صلی اللہ علیہ وسلم) قسم ہے۔ رب کی حضور چاند سے زیادہ حسین معلوم ہوتے تھے۔ اس دیکھنے والوں کی آنکھوں کے قربان

دیگر اوصاف

چہرۂ انور بارعب تھا کہ جو اچانک دیکھ لیتا اس کے دل میں رعب اور ہیبت آ سمانی آ جاتی اور جس کو صحبت میں رہنا نصیب ہو جاتا تو اخلاق کریمانہ کی وجہ سے حضور سے ایسا مانوس ہو جاتا کہ اور جگہ اسکا دل نہ لگتا۔ اکثر نگاہ نیچی رہتی تھی۔

اک ماہ بدن' گورا سا بدن' نیچی نظریں کل کی خبریں
وہ سنا کے سخن' دکھلا کے پھبن مرا پھونک گئے سب تن من دھن

چہرۂ انور پر فکر کے آثار نمایاں رہتے تھے جیسے کچھ سوچ رہے ہیں جب کسی طرف توجہ فرماتے تو پوری طرح ادھر منہ پھیر کر کبھی قہقہہ نہ فرمایا اکثر تبسم فرماتے تو دانتوں سے نور کی شعاعیں نکلتیں۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ اس نور میں گمشدہ سوئی تلاش کی جاسکتی تھی۔

سوزن گم شدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

پسینہ شریف میں گلاب کی تیز خوشبو' جب کسی گلی سے گزرتے تو مکانوں والے لوگ پہچان جاتے اور مدینہ کے لوگ اس پسینہ کو بجائے خوشبو کے استعمال کرتے۔ (مشکوٰۃ) چلنے کی حالت میں زمین لپٹتی تھی کہ حضور علیہ السلام آہستہ چلتے مگر ساتھیوں کو تیز چلنا پڑتا تھا' کبھی خضاب نہ لگایا کیونکہ سر شریف میں تقریباً چودہ بال اور داڑھی شریف میں چھ بال سفید ہوئے تھے یعنی کل بیس بال سفید تھے۔ بال شریف کی

Marfat.com

زیارت کرنے والوں نے جو خضاب کی روایت کی وہ اس خوشبو کے رنگ سے دھوکہ کھا گئے جس میں بال شریف رکھے ہوئے تھے۔

کھانے میں بکری کی دستی، سرکہ، شہد، میٹھی چیزیں اور کدو زیادہ پسند فرماتے تھے لیکن مرغ اور بٹیر، ستو اور بکثرت خرمے کھانا بھی ثابت ہیں نیز دیگچی کی کھرچن بھی مرغوب تھی بہت دفعہ جو کی روٹی کھجور سے ملاحظہ فرمائی۔

لباس سفید رنگ کا پسند تھا۔ اکثر عمامہ، قمیض اور تہبند استعمال فرماتے تھے کبھی سیاہ عمامہ بھی ثابت ہے یعنی چادر اور اکثر پیوند والا کمبل شریف استعمال میں رہتا تھا۔

اسی عرشی مہمان صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر مبارک کبھی دو تہہ والا ٹاٹ اور کبھی چمڑے کا گدیلا جس میں کھجور کی چھال کا بھراؤ ہوتا تھا۔

ہدایت

ناظرین رات کو سوتے وقت اس حلیہ شریف کا مطالعہ کریں اور پاک بستر پر پاک کپڑے پہن کر باوضو قبلہ رو سویا کریں اگر ممکن ہو تو سوتے وقت عطر بھی لگالیں اور ہمیشہ اس امید پر سوئیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہو جائے اس میں یارب العالمین جس نے خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت کی اس نے حضور ہی کو دیکھا وہ نفسانی، شیطانی یا خیالی نہیں ہوتا بلکہ واقعی ہوتا ہے۔ چہرہ نور کو نورانی دیکھنا اپنی قوت ایمانی کی دلیل ہے۔ اس کے خلاف دیکھنا اپنی مرکزی یمان کی علامت ہے۔ اس طرح عمدہ لباس میں زیارت ہونا اپنی نیک عملی کی نشانی ہے اور اس کے برعکس دیکھنا اپنی بدعملی کی پہچان۔ مثنوی شریف میں ہے۔

گفت من آئینہ مقتول دوست
ترکی و ہندی بہ بنید آن کہ اوست

حضور علیہ السلام آئینہ قدرت الٰہی ہیں۔ آئینہ میں اپنا رنگ نظر آتا ہے ورنہ

Marfat.com

حضور کو کما حقہٗ بجز پروردگار کسی نے نہ دیکھا۔

جو کوئی اس رسالہ سے فائدہ اٹھائے وہ مجھ فقیر بے نوا کے لئے خاتمہ بالخیر کی دعا کرے اور دعا کرے کہ رب تعالیٰ فقیر کی ان کتب کو قبول فرمائے اور میرے لئے توشہ آخرت اور صدقہ جاریہ بنائے اور میرے ولی نعمت مرشد برحق صدر الافاضل مولانا الحاج سید محمد نعیم الدین صاحب قبلہ دام ظلہم کا سایہ مجھ پر اور تمام اہل سنت پر قائم رہے۔ آمین یا رب العالمین

بِجَاہِ نَبِیِّکَ الرَّؤُفِ الرَّحِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَنُوْرِ عَرْشِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

احمد یار نعیمی اشرفی

یہ کتاب حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کی مبارک زندگی میں لکھی گئی تھی۔ اس وقت یہ دعا کی گئی۔ ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ کو حضرت نے اپنے رب کی رحمت میں آرام فرمایا۔ اب یوں دعا کیجئے کہ مولیٰ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے معمور فرمائے اور ان کے برکات سے ہمیں مستفید فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

نعت صلے اللہ علیہ وسلم

خاکِ مدینہ ہوتی میں خاکسار ہوتا
ہوتی رہِ مدینہ میرا غبار ہوتا

آقا اگر کرم سے طیبہ مجھے بُلاتے
روضہ پہ صدقے ہوتا اُن پر نثار ہوتا

وہ بے کسوں کے آقا بے کس کو گر بُلاتے
کیوں سب کی ٹھوکروں پر پڑ کر میں خوار ہوتا

طیبہ میں گر میسّر دو گز زمین ہوتی
ان کے قریب بستا دِل کو قرار ہوتا

مر مٹ کے خوب لگتی مٹّی مری ٹھکانے
گر اُن کی رہ گزر پر میرا مزار ہوتا

یہ آرزو ہے دِل کی ہوتا وہ سبز گنبد
اور میں غبار بن کر اُس پر نثار ہوتا

بے چین دل کو اب تک سمجھا بجھا کے رکھّا
مگر اب تو اِس سے آقا نہیں انتظار ہوتا

سالک ہوئے ہم اُن کے وہ بھی ہوئے ہمارے
دِل مُضطرب کو لیکن نہیں اعتبار ہوتا

حکیم الامت

Marfat.com

وابتغوا الیہ الوسیلۃ

اور اُس (رب) کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ (القرآن)

رحمتِ خدا

بوسیلۂ اولیاء اللہ

مؤلفہ

حکیم الامت شیخ التفسیر والحدیث مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

قادری پبلشرز

منظور منزل 42 اُردو بازار لاہور

Marfat.com

قادری پبلشرز۔ لاہور

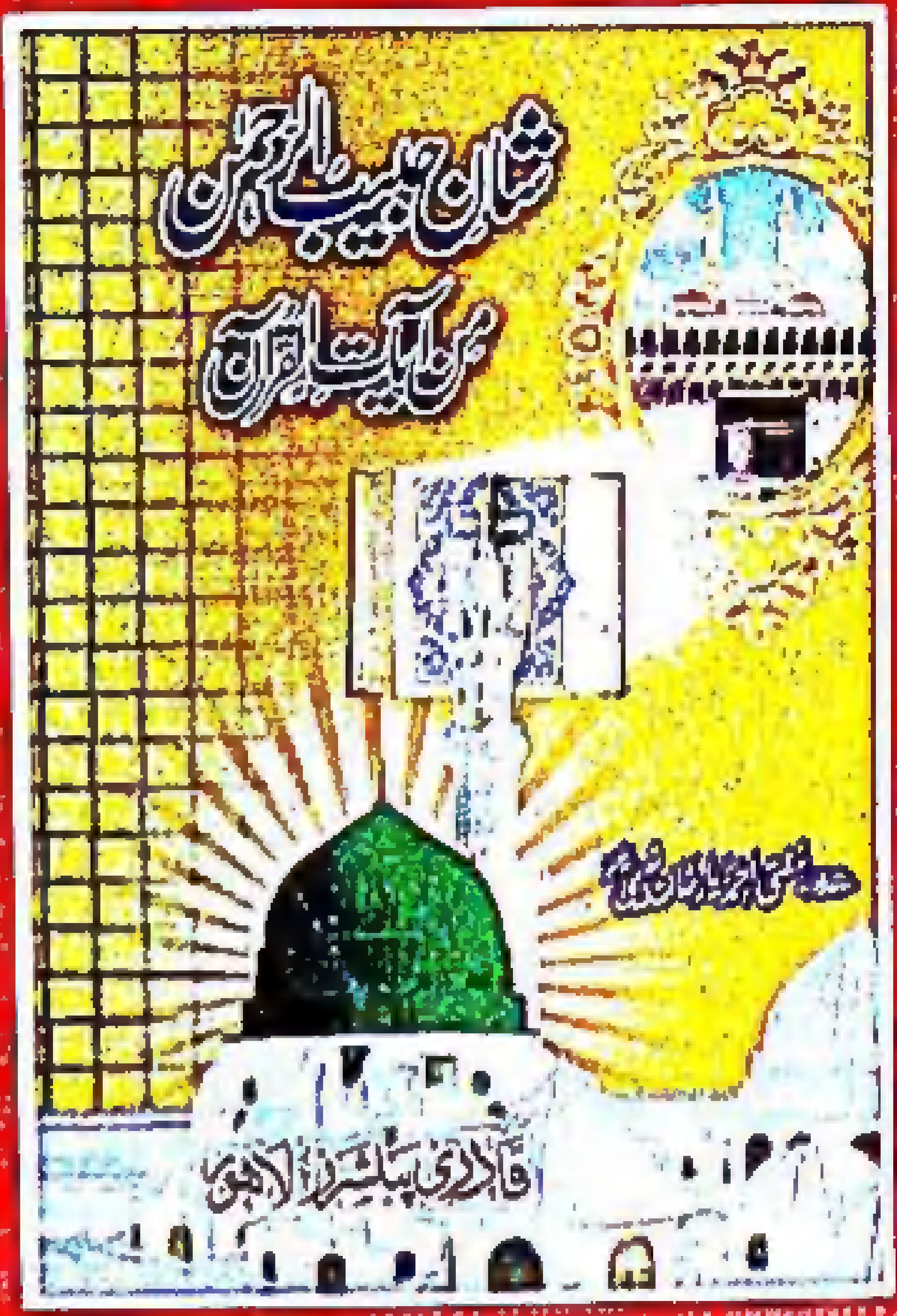

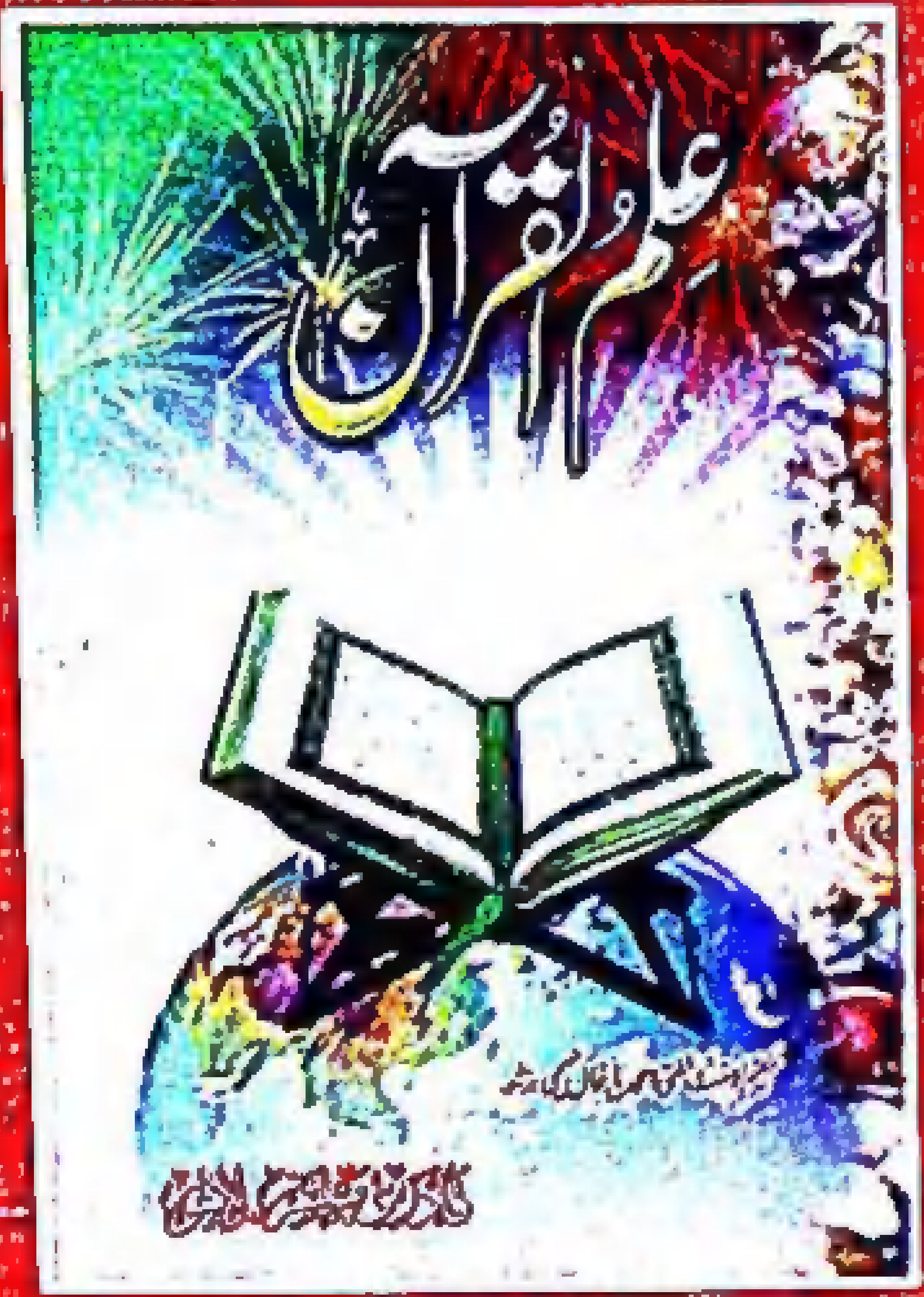

سٹاکسٹ شبیر برادرز 40-اردو بازار لاہور

Marfat.com

قادری پبلشرز لاہور

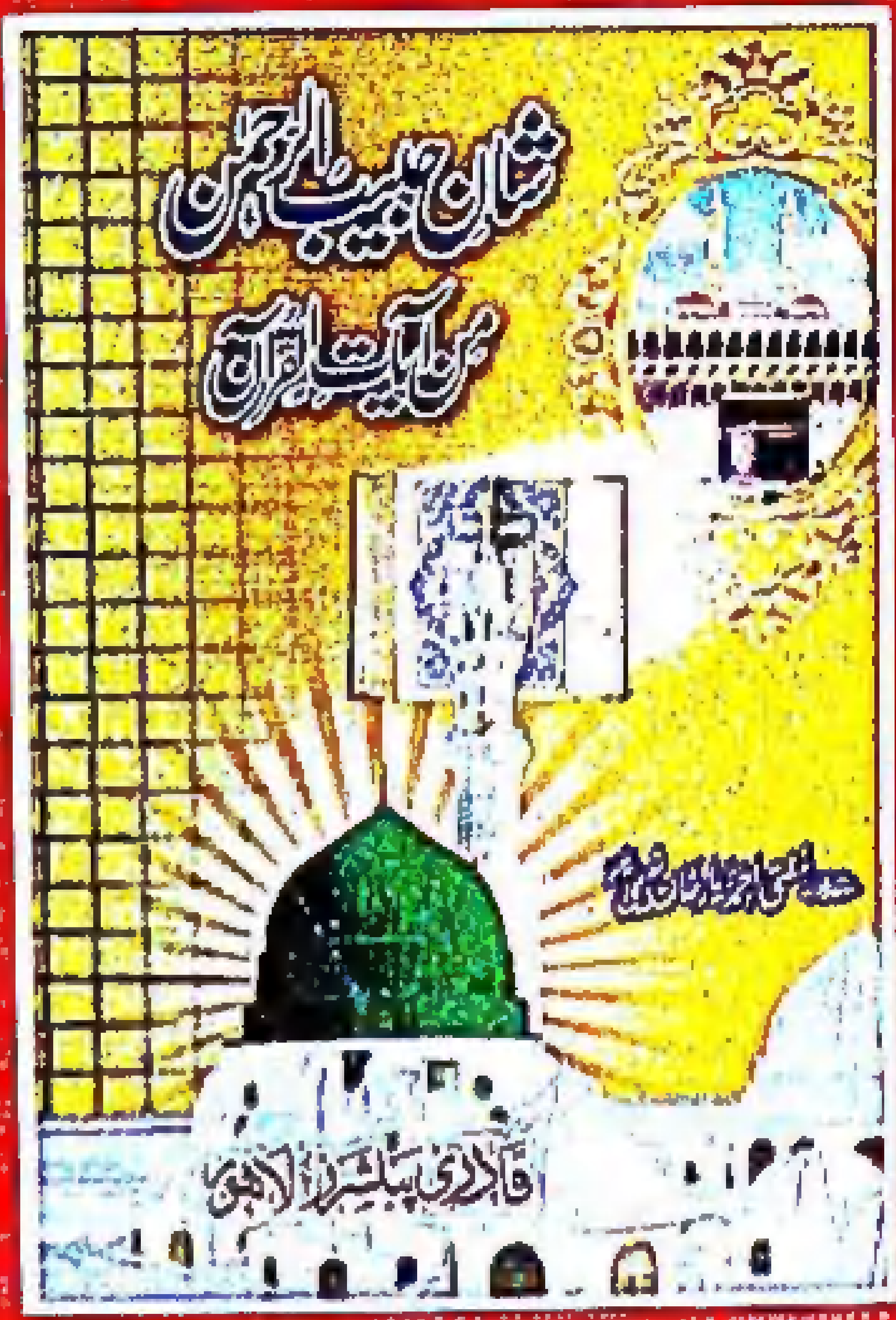

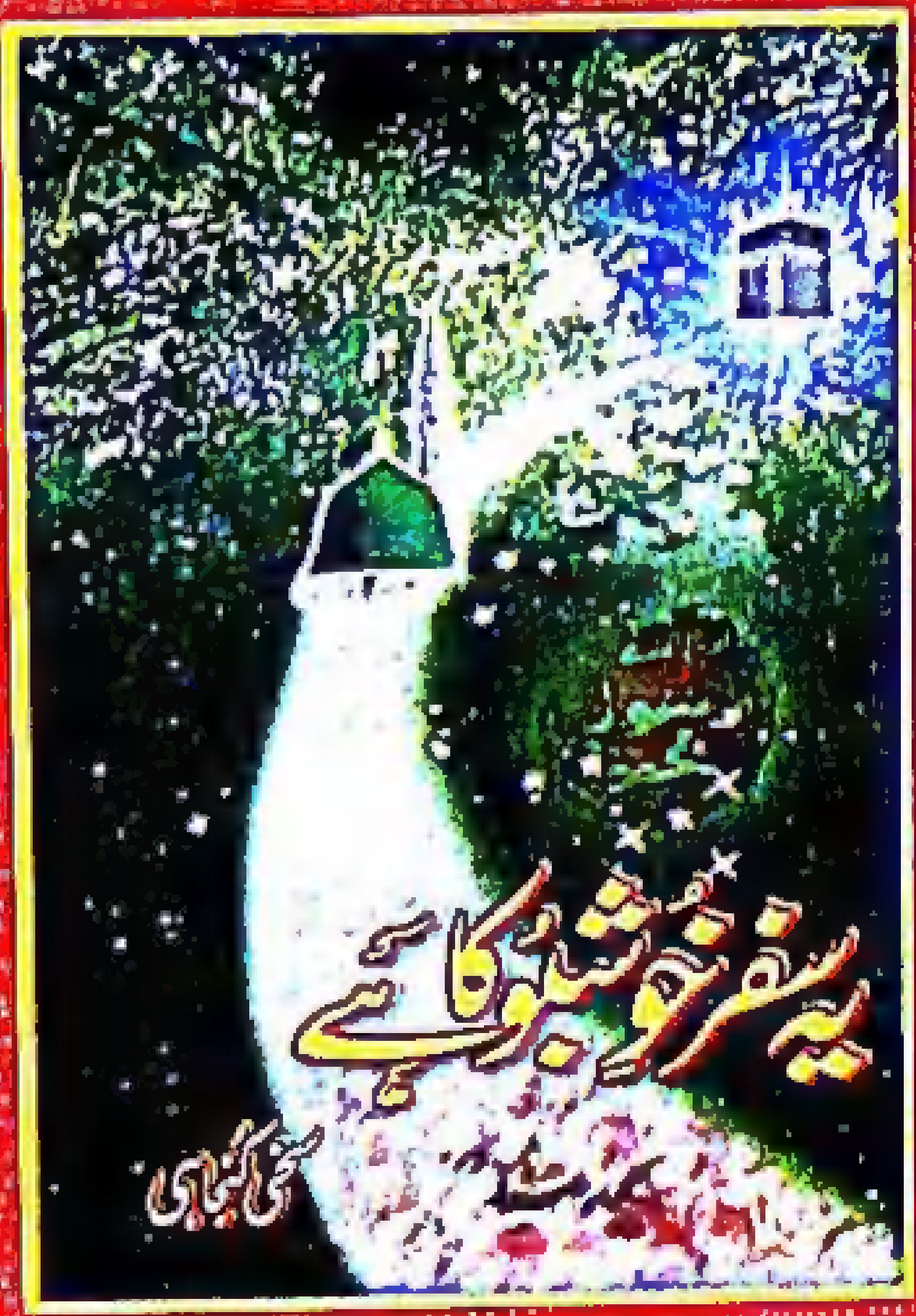

سٹاکسٹ شبیر برادرز 40- اردو بازار لاہور